



تلک الدار الآخرۃ نجعلها للذین لا یریدون
علوا فی الارض ولا فسادا

القصص: ۸۳

وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کیلئے مخصوص کردیں گے جو زمین
میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں۔

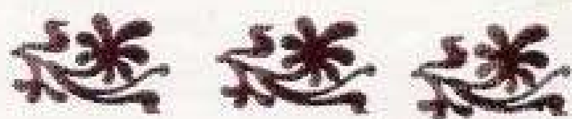


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا
فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُمْ
بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ
عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا
تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

التوبہ ۳۸-۳۹

اے لوگو جو ایمان لاتے ہو تمھیں کیا ہو گیا کہ جب تم سے اللہ کی راہ میں نکلنے کیلئے کہا گیا تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے؟ کیا تم نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا؟ ایسا ہے تو تمھیں معلوم ہو کہ دنیوی زندگی کا یہ سب سروسامان آخرت میں بہت تھوڑا نکلے گا تم نہ اٹھو گے تو اللہ تمھیں دردناک سزا دے گا اور تمھاری جگہ کسی اور گروہ کو اٹھائے گا اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے







مدیر مسئول — **محمد اعظم خان**

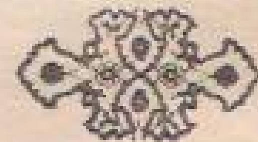


نائب مدیر — **طارق نسیم**





یہ پرچہ بلا قیمت تقسیم کیا جاتا ہے



مقام اشاعت و دفتر رابطہ
۲۵- سی - گلشن رفیع
ملیر کراچی - ۴۳

دورۂ چارسدہ :-

ڈاکٹر عثمانیؒ کے آخری دورۂ سرحد و پنجاب کی ایک جھلک ۔ دعوتِ حق کی ترویج میں علماءِ سوء کس طرح حائل ہوتے ہیں ؟ ایک رپورٹ

کل من علیھا فان :-

ایک شخص اسلام پر صدیوں کی جمی ہوئی گرد کو صاف کرنے کا عزم لے کر اٹھتا ہے
موجودہ تحریکوں کے جائزے پر مبنی ایک اثر انگیز تحریر

کچھ بند قبا دیکھ ذرا ..... :-

ان عظیم ہستیوں کی تحریروں کا قرآن و حدیث سے ایک موازنہ ۔ جو عظمت کے سنگھاسن پر جلوہ افروز ہیں اور دین کے اجارہ دار سمجھے جاتے ہیں ، ایک مقالہ

میرے استاد میرے محسن

ڈاکٹر عثمانی مرحوم کی وفات پر ایک تاثراتی تحریر

تحریک کو متحرک رکھنے اور "حبل اللہ" کی اشاعت ممکن بنانے کے لئے ہر ماہ کچھ نہ کچھ مالی تعاون ضرور فرمایئے۔

حبل اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث دل

لیجئے! حبل اللہ کا آٹھواں سلسلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ مجلہ نمبر ۷ سے نمبر ۸ تک کا فاصلہ بہت طویل تھا۔ اس دوران ہمارے مشفق ہمارے ہمدرد، ہمارے استاد، اور ہم سب کے دوست ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی ہم سے جدا ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کی شخصیت صرف ایک ذات تک ہی محدود نہ تھی، وہ جسم و جاں کی تعمیر کیا کرتے تھے تو خیالات و افکار کی تطہیر بھی کیا کرتے تھے۔ وہ ایک شمع کی مانند تھے کہ جس نے کفر و شرک کی تاریکی میں توحید و ایمان کا اک نور پھیلایا۔ وہ ایک ایسی شخصیت تھی کہ جس نے اسلام پر چھائے تصوف کے دبیز پردوں کو "توحید خالص" سے چاک کیا۔ مذہبی ٹھیکیداروں کے امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کے راز سے" وفات النبی "سے فاش کیا محسن انسانیت ﷺ کی بتلائی ہوئی راہ سے بھٹکی ہوئی قوم کو "نجات کی صرف ایک راہ" دکھائی۔

یقیناً آج وہ ہم میں نہیں لیکن ان کی تحریریں اور انکی تقریریں آج بھی بھٹکی ہوئی انسانیت کیلئے مشعل راہ ہیں۔ ان کی تحریک ان کا مشن آج بھی زندہ ہے۔ اور اللہ کی وحدانیت اسکی عظمت اور اسکے دین کی سربلندی کیلئے آج بھی ہزاروں اور لاکھوں افراد جدوجہد میں مصروف ہیں۔

توحید کی عظمت کا یہ قافلہ آج بھی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے لیکن آج وہ سالار قافلہ نہیں۔

کیا آج ہم اپنے آپ کو تنہا محسوس کر رہے ہیں؟ ابھی تو ہمارے عزائم ہمارے ساتھ ہیں۔ ہمارے حوصلے بلند اور ہمتیں جواں ہیں۔ دین اسلام کی سربلندی کا وہ مشن اور تحریک آج بھی زندہ ہے کہ جس کی بنیاد اکرم ﷺ نے پندرہ سو سال قبل ڈالی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اپنے خون سے جس کی آبیاری کی تھی اور تابعین نے اسکو پھلتے پھولتے دیکھا تھا۔

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنٰهُ

"اور یہ مبارک ذکر ہے کہ جس کو ہم نے نازل کیا ہے" (الانبیاء۔ ۵۰)

اس بوڑھے جوان کی وہ صدا آج بھی گونج رہی ہے کہ اسلام کی ہر عظمت و تابناکی جواں مردوں کیلئے ہے۔ نامردوں کیلئے صرف پستی و گمراہی ہے

وما علینا الا البلاغ

طارق نسیم

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

محمد اعظم خان

راہِ حق کے ساتھیو!

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد "حبل اللہ" کا یہ پہلا شمارہ آپ تک پہنچ رہا ہے بلاشبہ ڈاکٹر صاحب کی اچانک موت پر ہماری آنکھیں اشکبار اور ہمارے دل غمگین ہیں۔ لیکن ہمارے مالک نے تو ہمیں صبر و استقامت کا حکم دیا ہے۔ لہذا ہمیں اپنے خالق و مالک کی مشیت پر صابر و شاکر رہنا ہے۔ اور اس آزمائش میں یہی ہمارا سرمایہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم سے ہماری وابستگی۔ محبت اور عقیدت فقط اللہ ہی کے لئے تھی اور اللہ الحی القیوم ہے۔ اس پر موت نہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ہمارے ایمان اور اس کے ساتھ کئے گئے عہد کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کے احساس کا جائزہ لیکر اسکو مزید ابھارنے کی کوشش کریں اور ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد پہلے سے زیادہ جانفشانی اور تندہی کے ساتھ شہادت حق کے اس مشن کی تکمیل میں لگ جائیں۔

شہادت حق۔ دعوتِ الی اللہ دراصل ایک مسلمان کی زندگی کا مشن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کو ہمارا فریضہ قرار دیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط

(البقرۃ، ۱۴۳)

"اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔"

اس فریضہ کی اہمیت کو مزید واضح انداز میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یوں بیان فرمایا ہے۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۵ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ج فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ط هُوَ مَوْلٰىكُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۵

(الحج : ۷۸)

"اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے اس نے تمہیں اپنے کام کے لئے چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام ہے) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔ پس نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہ ہے تمہارا مولیٰ بہت ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور بہت ہی اچھا ہے مددگار۔"

(الحج : ۷۸)

کہیں مالک فرماتا ہے۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (آلِ عمران : ۱۱۰)

اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کیلئے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

اس طرح اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کی حیثیت کو واضح فرمایا ہے کہ ہم نے تم کو امتِ وسط، اعتدال اور عدل پر قائم، بہترین امت کے طور پر اٹھایا ہے۔ اور اب تم کو شہادت علی الناس کے منصب پر فائز فرمایا ہے تاکہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول وعمل سے شہادت حق کا فریضہ انجام دیکر تم پر اتمام حجت کریں اور پھر تم بحیثیت مومن ومسلم (اپنے قول وعمل سے) لوگوں کے سامنے دعوتِ حق پیش کرتے ہوئے قیامت تک نیز اتمام حجت کرتے رہو۔ اپنے مالک کے ساتھ بندگی کے رشتے کو استوار رکھتے ہوئے اس کے دامن سے چمٹے رہو۔ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے تمسک کئے رکھو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صورت میں شہادتِ حق تمہارا فریضہ ہے۔ تم کائنات کے خالق ومالک کے بندے ہو۔ تمہیں اس عظیم فریضے کی ادائیگی کے راستے میں کسی مخالفت یا مصائب ومشکلات سے ہراساں نہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ تمہارا آقا اور کارساز کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ اس سے بہتر کوئی حامی وناصر نہیں ہو سکتا۔

دعوتِ الی اللہ کے فریضے کی ادائیگی کا یہی وہ عمل ہے، جسکی وجہ سے مالک اس امت کی حفاظت وکامیابی کو یقینی بناتا ہے۔ اور اس کام کو ترک کرنے کے بعد یہ اللہ کی نظر میں اسی طرح بے حقیقت ہو جاتی ہے جس طرح اس سے قبل اہل کتاب اللہ کی بندگی کا حق ادا نہ کرنے اور اپنی داعیانہ حیثیت کو چھوڑ دینے کے بعد مالک کی نگاہ میں اپنی اہمیت کھو بیٹھے تھے۔ اس سلسلے میں ہم کو اس تنبیہ اور وعید سے ڈرنا چاہیئے جو اللہ کی طرف سے ہمارے پیشرو حاملین کتاب (یہود) کو ایسے موقع پر دی گئی تھی جب کہ وہ اللہ کی طرف سے عائد کردہ اس ذمہ داری کو ترک کر بیٹھے اور اللہ کی طرف منسوب کر کے دوسرے کام کرنے لگے۔ فرمایا:

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ؗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّیُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (آلِ عمران : ۱۸۷ - ۱۸۸)"

"ان اہل کتاب کو وہ عہد بھی یاد دلاؤ جو اللہ نے ان سے لیا تھا کہ تمہیں کتاب کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلانا ہوگا۔ انہیں پوشیدہ رکھنا نہیں ہوگا۔ مگر انہوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر اسے بیچ ڈالا۔ کتنا برا کاروبار ہے جو یہ کر رہے ہیں۔ تم ان لوگوں کو عذاب سے محفوظ نہ سمجھو جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں کی تعریف انہیں حاصل ہو جو فی الواقع انہوں نے نہیں کئے۔ حقیقت میں ان کیلئے دردناک سزا تیار ہے۔"

گویا کوئی گروہِ انسانی جو الہامی کتاب کا حامل ہو۔ اس وقت اللہ کی نگاہ میں بے حقیقت ہو جاتا ہے جبکہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق اس کی اتاری ہوئی ہدایت اس کے بندوں تک نہ پہنچا رہا ہو۔ دنیاوی اغراض کی خاطر اور اپنے مفادات پر ضرب پڑنے کے ڈر سے حق کو چھپاتا اور دعوت الی اللہ ـــــ حق کو بیان کرنے کے فریضے کو ترک کر کے دوسرے کام کرنا اور ان کو اللہ کی طرف سے مطلوبہ دینی کام کا عنوان دینا، ایسا کرنے والوں کے جرم میں بھی اضافہ کرتا ہے۔ اور ان کو اللہ کے عذاب کا مستحق بناتا ہے مالک اس جسارت سے باز رکھے اور اپنے عذاب سے بچالے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرماتا ہے۔

"یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝" (المائدہ : ۶۷)

"اے پیغمبر جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔ اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے۔ یقین رکھو کہ وہ کافروں کو (تمہارے مقابلہ میں) کامیابی کی راہ ہرگز نہ دکھائے گا۔"

مالک اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ اے نبی صلعم! اپنے رب کی طرف سے نازل کردہ پیغام کو لوگوں تک پہنچایئے۔ ان کو تبلیغ کیجئے۔ اور دعوت کی اہمیت کو اس تنبیہ سے واضح فرماتا ہے کہ اگر آپ نے یہ کام نہ کیا۔ کسی وجہ سے اس میں لیت ولعل سے کام لیا تو ہمارے نزدیک ہر معاملہ ایسا ہوگا کہ گویا آپؐ نے منصب رسالت کا حق ادا نہ کیا۔ اپنے فرائضِ منصبی سے صرفِ نظر برتا۔ اسی طرح اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو تعلیم فرماتا ہے کہ اللہ کی طرف سے اتارے ہوئے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا وہ اصل کام ہے جو اللہ کو مطلوب ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی شخص یا گروہ کی اہمیت یا ان کے مستقبل کا انحصار، ان کو ذمہ داری پر فائز کرنے والے کے نزدیک اس امر پر ہوتا ہے کہ وہ اپنے فرائضِ منصبی سے عہدہ برآ ہوتے ہیں کہ نہیں۔ دعوت کا حکم دیتے ہوئے یہ فرمانا کہ

"وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ"

(اللہ تم کو لوگوں سے بچائے گا) واضح کرتا ہے کہ دعوتی عمل میں ہی مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل ہے دنیا کی زندگی میں مسلمانوں کے جملہ مسائل کا مشترک حل دعوتِ دین ہے۔ دعوتِ الی اللہ میں عصمت من الناس کا راز پوشیدہ ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝"

(اللہ منکرین کو راہ نہیں دیتا) کا مطلب یہ ہے کہ دعوتی کام کے نتیجہ کے طور پر یہ ہوگا کہ تمہارے مخالفین تمہارے خلاف اپنے عزائم کی تکمیل کے مواقع نہیں پا سکیں گے۔ تمہاری دعوتی سرگرمیوں کے نتیجے میں ان کی راہیں مسدود ہوتی چلی جائیں گی۔

دعوت الی اللہ کا یہی تسخیری پہلو ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں ملتا ہے جو آپؐ مکہ کے مشرکین کے سامنے پیش کرتے تھے۔ "کلمة واحدة تعطونيها تملكون بها العرب وتدين لكم بها العجم" کہ ایک بات ہے ایک کلمہ ہے اگر تم اس کو دل سے قبول کرنے کا مجھے یقین دلا دو۔ تو تمام عرب پر تمہاری حکمرانی ہو جائیگی اور عجم تمہارا باجگزار بن جائیگا۔ جواباً وہ استفسار کرتے أيّ كلمة يا محمد ابن عبد الله۔ کہ وہ کونسی بات۔ کونسا کلمہ ہے تو نبی صلعم فرماتے "تقولون لا اله الا الله وتخلعون ما تعبدون من دون الله (البدایہ والنہایہ)

کہ تم کو اس بات کا اقرار کرنا ہوگا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔ اور اللہ کے علاوہ۔ جن جن کی تم عبادت کرتے ہو ان سے کنارہ کش ہونا پڑیگا۔ کہیں اللہ کے نبی صلعم مکہ کی گلیوں میں یہ دعوت پیش فرماتے۔ "یا ایها الناس قولوا لا اله الا الله تفلحوا" کہ لوگو! اس حقیقت کو تسلیم کرلو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو فلاح پا جاؤ گے۔ دنیا اور آخرت کی خیر اور کامیابی تم کو حاصل ہو جائیگی۔ قرآن میں انبیاء علیہم السلام کی مشترکہ دعوت بھی اسی طرح نقل ہوئی ہے۔

"وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ" (النحل : ۳۶)

"ہم نے ہر ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے تاکہ وہ خبردار کرے کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی اطاعت سے گریز کرو۔۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآنی تعلیم کا مکمل نمونہ ہے آپ نے مختلف مسائل کو براہ راست نشانہ بنانے کے بجائے

اپنی ساری توجہ دعوت الی اللہ کے کام پر مرکوز رکھی ۔ اور لوگوں کو یہ حقیقت سمجھانے کی کوشش پر زور رکھا کہ تمہارا خالق و مالک ۔ تمہارا پالنہار اور تمہارا الٰہ ایک اللہ ہے ۔ وہ اپنی ذات وصفات اور حقوق و اختیارات میں یکتا اور یگانہ ہے ۔ واحدہٗ لاشریک ہے ۔ اس نے تم کو زندگی بخشی ہے ۔ جسم و جان دی ۔ عقل و شعور سے نواز ہے ۔ تمہاری جملہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وسائل مہیا فرمائے ہیں ۔ تمہاری زندگی کا مقصد اس نے خالص اپنی بندگی قرار دیا ہے ۔ یہ دنیا کی زندگی تمہارے مالک کی طرف سے ایک آزمائش ہے یہ دائمی نہیں بلکہ عارضی اور فانی ہے ۔ وہی خالق جس نے تمہیں یہ زندگی عطا کی ہے ایک دن موت سے ہمکنار کرے گا ۔ اور مرنے کے بعد پھر تم کو قیامت کے دن اٹھایا جائیگا جب تم اپنے مالک کے حضور جوابدہی کے لئے پیش کئے جاؤ گے ۔ پھر اس دائمی زندگی کا آغاز ہوگا جس میں موت کا گذر نہیں ۔ اس روز ہار یا جیت کا فیصلہ اس بنیاد پر ہوگا کہ کس نے اپنے مالک کی بندگی کا حق ادا کیا اور کس نے فراموشی کاری کا رویہ اختیار کئے رکھا ۔ اصل کامیابی اس دن کی کامیابی ہے ۔ غرض نبی صلعم نے ایمان اور عقیدے کی خرابی کو ام المسائل کی حیثیت سے اٹھایا ۔ اور لوگوں کو اللہ واحد کی بندگی کی دعوت دینے میں پورا زور صرف کیا ۔ جب لوگوں نے اللہ کی توفیق سے اس بات کی سمجھ لیا ۔ بنیادی خرابی کی اصلاح ہوگئی تو بقیہ جملہ مسائل چٹکیوں میں حل ہوگئے اسی سے اللہ نے دوسرے تمام مسائل کے حل کی راہ نکال دی ۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسئلہ جنگ کی سطح کا تھا ۔ مگر اللہ کے نبی صلعم نے اس کا حل دعوت کی سطح پر تلاش کیا ۔ اور کفار مکہ سے ان کی شرائط پر بظاہر دب کر معاہدہ کر لیا ۔ اس طرح جیسے ہی امن ہوا آپؐ نے دعوت کا کام پوری قوت سے جاری کر دیا ۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی تعداد بہت تیزی سے بڑھنے لگی ۔ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے ۔ حدیبیہ کے میدان سے آپؐ چودہ سو صحابہ کرامؓ کے ہمراہ واپس ہوئے تھے دو سال بعد ۸ھ میں آپؐ نے دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مکہ کو بغیر کسی کشت و خون کے فتح کر لیا ۔ مالک نے یہ آسانی فرما دی ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم کے بموجب اس کے دین کی خالص دعوت لوگوں تک پہنچائی اور اپنے آخری خطبہ کے موقع پر موجود صحابہ کرامؓ سے اس بات کی تصدیق کرائی کہ آپ نے تبلیغ و نصیحت کا حق ادا کر دیا ہے ۔ جس پر آپؐ اللہ کو گواہ کرنے کے بعد پھر حاضرین سے فرمایا " فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ " کہ اب جو حاضر ہے اسکا فرض ہے کہ غائب تک یہ پیغام پہنچائے ۔ اس طرح آپؐ نے دعوت حق کی ذمہ داری اپنے بعد قیامت تک امت کو منتقل کر دی ۔

قرآنی تعلیمات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے حوالے سے قدرے تفصیل میں جانے کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ کے دین کی دعوت کی اہمیت بطور ایک فریضہ کے ہمارے ذہنوں میں اجاگر ہو اور ہم شعوری طور پر اس دینی فریضے کی ادائیگی کی طرف پوری توجہ کے ساتھ مائل ہوں ۔

آج تبلیغ دین کے دعویداروں ۔ اسلامی نظام اور اسلامی انقلاب کے علمبرداروں کی کمی نہیں ۔ اپنے ہی ملک میں ایسی پارٹیاں ۔ تبلیغی جماعتیں اور تنظیمیں ۔ ان کے مکتب اور مدارس ۔ اکیڈمیاں اور ادارے ۔ بڑے بڑے اجتماعات وعظ اور خطابات ۔ قرآن اور حدیث کے درس جلسے اور جلوس ۔ نعرے اور تقاریر ۔ مناظرے اور مجادلے عام دیکھنے اور سننے کو ملتے ہیں ۔ نیز دین کے نام سے کتب ۔ رسائل و جرائد اور دعوتی لٹریچر کے انبار ہیں کہ دھڑا دھڑ شائع ہوکر فروخت اور تقسیم ہو رہے ہیں ۔ پوسٹروں کی وہ بھرمار ہے کہ شہروں میں شاید ہی کوئی در و دیوار ان سے خالی ہو ۔ لیکن اگر کوئی مخلص شخص ان میں جماعتی ۔ گروہی اور مسلکی تعصب سے پاک خالص قرآن و حدیث والا دین تلاش کرنا چاہے یا یہ جاننے کی کوشش کرے کہ ان میں سے کون سا گروہ یا جماعت قرآن و حدیث کے مطابق اللہ کے دین کی صحیح دعوت پیش کر رہی ہے تو یقیناً اسے مایوسی کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آئیگا ۔ آیئے ! ان کا سرسری جائزہ لیتے چلیں ۔

تبلیغی حلقے میں دعوے کی حد تک تو یہ بات ملتی ہے کہ " اللہ سے ہونے کا یقین اور غیر اللہ سے نہ ہونے کا یقین " لیکن جو کتاب محور اور مرکز ہے ان کے ہاں تعلیم و تربیت کی، اس میں اس دعوے کے بالکل برعکس اور متضاد مواد بکثرت ملتا ہے۔ مثال کے طور پر: ۱۔ اللہ کے نبی صلعم کا وفات کے بعد بھی عالم واقعہ میں تشریف لانا اور ایک مردہ خاتون کے چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیر کر چہرے کی سیاہی اور پیٹ کا ورم دور کرنا اور اس طرح وفات شدہ خاتون کے بیٹے کی مشکل کشائی کرنا۔ ۲۔ نبی صلعم کا اپنی قبر پر آنے والے بھوکے فریادی کو خواب میں آکر ایک روٹی عطا کرنا جس میں سے وہ آدھی خواب ہی میں کھا لیتا ہے اور بقیہ آدھی نیند سے بیدار ہونے کے بعد بھی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ ۳۔ قبر پر آنے والے دوسرے فریادی کو اشرفیوں کی تھیلی بطور زادِ راہ کے عنایت کرنا۔ یہ اور اس قسم کے کتنے ہی من گھڑت قصے ہیں (مردہ مرید کا اپنے غسل دینے والے بزرگ کا انگوٹھا پکڑ لینا۔ شیخ ابن الجلا کے والد کو وفات کے بعد نہلانے کے لئے تختہ پر رکھا گیا تو ہنسنے لگے ایک فقیر کا مرنے سے پہلے مرنے کیلئے صاف جگہ تلاش کرنا اور مرنے کے بعد دفناتے وقت آنکھیں کھول کر دفنانے والے کو بتانا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے) جن کو بڑی عقیدت سے مزے لے لے کر پڑھا جاتا ہے۔ لیکن " غیر اللہ سے نہ ہونے کا یقین " ہے کہ پھر بھی قائم اور مستحکم رہتا ہے (ملاحظہ ہوں تبلیغی نصاب۔ فضائل درود۔ صدقات وغیرہ از زکریا صاحب)

اسلامی نظام کے علمبردار (تحریک اسلامی والے) جو کبھی جمہوریت کو لات و منات سے تعبیر کرتے تھے اور اس کے مقابلے میں انبیاءؑ کی دعوت کے انداز کو بطور نمونہ پیش کرتے تھے۔ لیکن افسوس کہ اب جمہوریت کی دیوی کے ایسے پرستار اور عقیدتمند ہو گئے ہیں کہ انہیں تمام مسائل کا حل جمہوریت کی بحالی میں نظر آنے لگا ہے۔ پھر ساتھ ہی ساتھ حصول اقتدار کی خواہش کا اس قدر غلبہ ہے ان پر کہ بعض اوقات جمہوری اصولوں کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایوان اقتدار میں چہل قدمی کر آتے ہیں۔ اور عام طور پر جمہور (ووٹ دہندگان) کی ناز برداری اور انکی خواہشات کے احترام میں اللہ کے غضب کو بھی دعوت دیتے نہیں گھبراتے چنانچہ عوام کو اللہ اور رسول کی نافرمانی سے بچنے کی تعلیم دینے کے بجائے انکو خوش کرنے کیلئے مزارات پر چادریں چڑھانے، دستار بندیاں کرلتے۔ غیر اللہ کی پکاروں پر مشتمل نعرے لگانے اور غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز بصورت حلوہ و شیرینی تقسیم کرنے اور کھانے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے بحالی جمہوریت کی تحریکوں میں سوشلسٹوں اور کمیونسٹوں تک سے اتحاد کرنا تو معمول بن گیا ہے۔ بلکہ اس کو طرۂ امتیاز سمجھا جاتا ہے۔ اور جمہوریت کے اس کھیل میں مشغولیت نے اخلاقی گراوٹ کو یہاں تک پہنچا دیا ہے کہ جلسے جلوسوں میں بازاری قسم کے نعرے لگانے حتیٰ کہ اہم مناصب پر فائز رہنماؤں کے سامعین کی تالیوں اور نعروں کا ان کے ساتھ ساتھ عوامی انداز میں سٹیج پر چاروں طرف گھوم کر تالی بجاتے ہوئے جواب دینے کو بھی معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ اور شاید پس منظر میں یہ جمہور کی ہمدردیاں اور ان کا تعاون حاصل کرنے کا جذبہ ہی کارفرما رہا ہو۔ جب کہ انکے قائد نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مقابلے میں جمہور کے اس عقیدے کو تحفظ دیا کہ کسی بزرگ (وفات شدہ) کی قبر پر جاکر زور زور سے پکارنے سے ایمان اور عقیدے میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا (رسائل و مسائل حصہ سوم) حالانکہ مالک نے واضح طور پر فرمایا ہے۔ " وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ ـــــ الخ (الاحقاف: ۵)

" آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو پکارے "

اللہ تعالیٰ اس زیاں کا احساس دے اور اصلاح کی توفیق!

پھر ان کے قریب قریب ہی کا معاملہ ہے اس تنظیم کا بھی جو اسلامی انقلاب کے لئے منصوبہ بندی کی دعویدار ہے۔ یہاں اگرچہ الیکشن کی سیاست کو ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ان کے "بڑے" اپنے لمبے چوڑے تجزیات اور کھلے خطوط کی صورت میں وقت کے حکمرانوں کو الیکشن کرانے

کا مشورہ دیتے رہتے ہیں۔ یہاں جماعتی سطح پر جس چیز کو غلط اور ناجائز سمجھا جاتا ہے انفرادی حیثیت میں رفقاء کو اس میں پورا پورا حصہ لینے کی اجازت ہوتی ہے۔ ان کے امیر خاندان ولی اللہی کے علمی کارناموں اور خدمات سے اس قدر متاثر و مغلوب ہیں کہ اپنے ٹی۔وی پروگرام "الہدیٰ" میں سورۃ الفرقان کی آخری آیات پر گفتگو کے دوران اُن کو آیت نمبر ۷۴) کا مصداق قرار دیتے ہیں کہ ماضیٔ قریب میں اس خاندان کے چشم و چراغ اس آیت کا مصداق ہیں۔

سورۃ توبہ میں مالک نے اسی طرح کی عقیدت اور مرعوبیت کو ان الفاظ میں واضح فرمایا ہے۔

"اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (توبہ: ۳۱)

"انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے۔"

اس خاندان کے احبار و رھبان کی شان تو یہ بقول خود شاہ ولی اللہ صاحب کے کہ ایک آنکھ سے مارتے اور دوسری آنکھ سے زندہ کر دیتے تھے۔ گھوڑے کی عمر عورت کو اور عورت کی عمر گھوڑے کو لگانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ اللہ کی ذات میں فنا ہو کر فرشتوں کی پہنچ سے بالا ہو جانے والے۔ اپنے صحن میں درخت پر بیٹھنے والے کوّے سے توحید کے مسائل پر گفتگو کرنے اور ماں کے پیٹ سے ہی بحیثیت ولی اللہ فقیر کو پوری روٹی دینے کی ہدایت کرنے والے تھے (ملاحظہ ہو انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ دہلوی)۔ لیکن معاملہ محبت اور عقیدت کا ہے۔ اسے کیا کہیئے؟

جہاں تک مسلک اہلحدیث کا تعلق ہے۔ عقیدے کی بنیادی خرابی ان کے اندر بھی موجود ہے۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر کے پاس پڑھا جانے والے درود و سلام خود سننا (جو دراصل حیات فی القبر ہی کی دوسری شکل ہے) اور امت کے اعمال کا نبی صلعم پر پیش ہونا، ان کے عقیدے میں شامل ہے۔ جبکہ اللہ کی کتاب اس کی تردید کرتی ہے ملاحظہ ہو۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۔ (الزمر: ۳۰)

وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ (الاحقاف: ۵)

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (الفاطر: ۴)

"اے نبی تم کو بھی مرنا ہے اور ان سب کو بھی مرنا ہے"

"اور وہ ان کی دعاؤں سے بھی غافل ہیں۔"

"اور تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے"

علاوہ ازیں تعویز گنڈے کا رواج (یہاں تک کہ اصحاب کہف کے کتے کے توسّل والا تعویز بھی) اور اپنے اولیاء (اہلحدیث) کی کرامات کا تصور بھی ان کے اندر موجود ہے۔ اور قرآن و حدیث کے اتباع کے دعوے کے باوجود یہ اپنے ایسے حضرات (احبار و رھبان) سے بھرپور ارادت اور عقیدہ رکھتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی کتابوں میں بہت کچھ قرآن و حدیث کے خلاف لکھا ہے۔ پھر حدیثِ رسول (صلعم) کی موجودگی میں صہ کرام کے قول و عمل کو درخور اعتنا نہ سمجھنے کا دعویٰ رکھنے والے اب غائبانہ نماز جنازہ کے اہتمام کر کے سنت نبوی کا مذاق اڑانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

"اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے"

اہلسنت (بریلوی گروپ) کے عقائد (اپنی تمام تر خرابی سمیت) کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ بالکل صاف اور واضح۔ انکا عقیدہ قبر پرستی اور رسم و رواج کی پیروی ہے۔ وفات شدہ بزرگ (جن میں اللہ کے نیک بندے بھی شامل ہیں) کی قبروں سے وابستگی۔ انکی مجاورت وہاں کے طواف اور پھیرے۔ ان کے عرس اور میلے، قوالیاں اور بھجن۔ تبرک اور پرشاد۔ منتیں اور مرادیں۔ چڑھاوے چادریں اور غلاف۔ پھول اور اگربتیاں۔ غسل اور نقاب کشائیاں۔ وہاں پر غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز۔ بکرے اور دنبے۔ چاول۔ حلوے اور شیرینی۔ غیر اللہ کی پکاریں اور دہائیاں۔ ان سے نفع و نقصان کی امیدیں۔ میلاد کی محفلیں اور جلوس۔ گیارہویں اور بارہویں۔ محرم کی سبیلیں اور رجب کے کونڈے۔ شب برات اور شبینے۔ ایصالِ ثواب۔ ختم شریف اور صلوٰۃ و سلام کی محفلیں۔ غرض یہ

طرح کے مراسم عبودیت اور ان ساری خرافات پر مشتمل ہے یہ دین جسکی سرپرستی یہ گروہ (ان کے مولوی اور پیر) کر رہے ہیں انہوں نے لوگوں کی جہالت اور سادگی (جن میں پڑھے لکھے جاہلوں کی بھی عظیم اکثریت شامل ہے) سے فائدہ اٹھا کر اور اپنی فن کاری اور چالاکی سے اس عقیدے اور دین کو سواد اعظم کا عقیدہ اور دین بنا دیا ہے ۔ اور اکثریت کا عقیدہ اور دین ہونے کی وجہ سے سرمایہ دار اور حکمران بھی اسکی سرپرستی کرتے ہیں بلکہ اس کی مطابقت اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔ اسطرح یہ مرکب گمراہی پورے زور شور سے پروان چڑھ رہی ہے ۔ بہر حال مالک کے ہاں کسی کا یہ عذر قابل قبول نہ ہوگا کہ ہم ان پڑھ یا سادہ تھے ۔ یا اعتبار ہی میں مارے گئے ۔ قرآن اس پر گواہ ہے ۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ عوام کو کھیل تماشا اور آسانیاں مطلوب ہوتی ہیں وہ یہ دین کا بیوپاری انکو مہیا کرتا ہے اور خواص اپنے مقام و مرتبے ۔ عزت اور شہرت ۔ اقتدار و اختیار اور مفادات کے ہاتھوں مجبور ہوتے ہیں ۔ دنیا کی زندگی ہی اصل ہے انکی نگاہوں میں ۔ آخرت سے بے پرواہیں ۔ اس لئے مالک کے وقار کا کوئی لحاظ نہیں ۔ اور اس کے ساتھ یہ ظلم کرنے میں اسقدر جری ہیں ۔ اسی گروہ کے ایک سرخیل علامہ طاہر القادری صاحب بھی ہیں ۔ جنہوں نے حال ہی میں یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ ان کو اللہ کے نبی صلعم نے خواب میں ہدایت فرمائی ہے کہ ادارہ منہاج القرآن قائم کر کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے کام کا آغاز کرو ۔ یہ تازہ ترین خواب ہے جس کے مطابق انہوں نے اس نہج ۔ پر بڑے زور شور سے کام بھی شروع کر رکھا ہے ۔ خوابوں کے ذریعے اپنے اپنے مسالک اور اکابرین کی بڑائی ثابت کرنے والے اگر اپنے دعوے میں سچے اور مخلص ہیں تو ان کو چاہئے کہ اس دور میں وہ سب متفقہ طور پر حضرت علامہ صاحب کی پیروی اختیار کریں ۔

مسلک دیوبند کے سلسلے میں کچھ تفصیل تبلیغی گروہ کے ضمن میں آچکی ہے کہ یہ ایک ہی مسلک ہے ۔ بہر حال عقیدے کے اعتبار سے یہ گروہ اہلسنت (بریلوی گروپ) سے زیادہ مختلف نہیں ۔ یہ بھی نبی صلعم کی حیات فی القبر (بلکہ قاسم نانوتوی صاحب تو اپنی کتاب "آب حیات" میں رقم طراز ہیں کہ نبی صلعم کی روح جسم سے باہر نکلی ہی نہیں ۔ بلکہ سینے میں اٹکی رہی) تعویز گنڈے ۔ عملیات ۔ واسطے وسیلے وغیرہ کے قائل ہیں ان کے عقائد کی تفصیل انکی کتاب "عقائد علمائے دیوبند (المفند المہند) میں دیکھی جاسکتی ہے ۔ یہ اپنے مرکز کا قد کاٹھ بڑھانے کے لئے اللہ کے نبی صلعم کو بہ جسد عنصری دیوبند بھی لے آتے ہیں ۔ خوابوں کے ذریعے اپنے مسلک اور اکابرین کے تقدس میں اضافہ کرنا انکا محبوب مشغلہ ہے ان کے اکابرین کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب نے "فیصلہ ہفت مسئلہ" کتابچہ لکھ کر بریلویوں کے نظریات کو اصولی طور پر تسلیم کر لیا ہے الغرض جو کچھ وہاں علی الاعلان ہوتا ہے وہی کچھ یہاں بھی مگر بہ انداز دیگر ہوتا ہے ۔

اہل تشیع نے قوم نوح علیہ السلام کی پانچ اولیاء اللہ (صالح بندوں) سے وابستگی (جس کا ذکر سورۃ نوح اور تشریح صحیح بخاری کی حدیث میں آئی ہے) کے طرز پر پانچ تن پاک کا نظریہ قائم کیا ہے ۔ ان کے نظریۂ امامت نے ختم نبوت کے عقیدے میں نقب لگائی ہے ۔ اور قادیانی فتنے کے لئے راہ ہموار کی ہے ۔ کیونکہ ان کا ہر امام (بارہ میں سے) انبیاء علیہم السلام کی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے ۔ مثلاً مامور من اللہ ۔۔۔ معصوم عن الخطا ہونا وغیرہ وغیرہ ۔ بلکہ آیت اللہ خمینی صاحب کے نزدیک ہر امام تقرب الی اللہ کے اعتبار سے مقرب ترین فرشتے اور کسی نبی مرسل سے بڑھکر ہوتا ہے ۔ اور کائنات کا ہر ذرہ اسکے سامنے سرنگوں ہوتا ہے ۔ اسکے علاوہ ان کے ہاں تعزیے اور دلدل کی پوجا پاٹ ہوتی ہے ۔ علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا مانتے ہیں ۔ تعویز گنڈے ۔ کرشمے اور چھلے ۔ امام ضامن ۔ عملیات ۔ غیر اللہ کی نذر و نیاز اور انکی پکاروں کے قائل ہیں ۔ عقائد اور اعمال کے لحاظ سے ان میں اور بریلویوں میں زیادہ فرق نہیں ہے ۔ بلکہ دوسرے گروہ بھی کسی قدر موافقت رکھتے ہیں ان سے ۔

ان کے علاوہ منکرین حدیث کا گروہ ہے جو نت نئے انداز بدلتا رہتا ہے ۔ ان کا نظریہ غالباً یہ ہے کہ حدیث کی حیثیت کو ناقابل اعتماد ثابت کر کے قرآن کی من مانی تاویلات کا دروازہ کھول دیا جائے ۔ جو ظاہر ہے خود قرآن ہی کے انکار کے زمرے میں

آتا ہے۔

یہ مختصر سا تعارف ہے ان گروہوں۔ جماعتوں اور مسالک کا جو دین کے حوالے سے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں اور دین کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ اسکے قیام و نفاذ کے بھی دعویدار ہیں۔ جبکہ اپنے عقائد (جو بنیاد ہوتے ہیں دین کی) کی روشنی میں یہ سب دینِ اتحاد (جو وحدت الوجود۔ وحدت الشہود اور حلول کے نظریات پر مشتمل ہے) کے پیروکار ہیں۔ یہ سب گروہی اور مسلکی تعصب علی الرغم پر امن بقائے باہمی کے اصول کے تحت ایک دوسرے سے بہت سے معاملات میں اشتراک بھی رکھتے ہیں۔ (یہاں تک کہ انہوں نے قادیانیوں کو بھی جان و مال اور عزت کے تحفظ کی ضمانت دستوری طور پر دلوائی ہے) کیونکہ جو انداز (کاروباری) انہوں نے اختیار کر رکھا ہے اسکے نتیجے میں ہر ایک کے مفادات اور عوام کے اندر اپنی بقا اور ساکھ کا معاملہ آڑے آتا ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے مفکر اسلام اور دانشور۔ علماء اور فضلا دنیا بھر کے فلسفوں کے تجزیے کرتے پھرتے ہیں۔ لیکن امت کے اندر بنیادی خرابی اور اسکی وجہ سے اس کی ذلت اور خواری کے سلسلے میں لب کشائی کی ہمت نہیں کر پاتے۔

؎ جب ایمان کا خون بہتا ہے تو دانشور چپ رہتا ہے

ڈاکٹر عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے امت کی صدیوں سے مسلسل چلی آنے والی بربادی۔ اختلاف اور انتشار، ذلت پستی اور مغلوبیت کا قرآن میں پروردگارِ عالم کی طرف سے دی گئی اس ضمانت کے حوالے سے جائزہ لیا۔

وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

(آل عمران: ۱۳۹)

بے شک تم غالب رہو گے بشرطیکہ تم مومن بن جاؤ

اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اس نتیجے پر پہنچے کہ اب یہ امت اس ایمان کی حامل نہیں رہی۔ جس ایمان سے دنیا اور آخرت کی سربلندی اور تاجداری کا وعدہ کیا گیا تھا۔

اور پھر دینِ اتحاد کا پورا نقشہ اکابرینِ امت (نام نہاد) کے نظریات اور کتابوں کے حوالوں سے قرآن و حدیث کا تقابل کرتے ہوئے واضح دلائل کے ساتھ تحریری طور پیش کر کے دکھایا کہ کس طرح قرآن و حدیث کے مد مقابل وحدت الوجود۔ وحدت الشہود اور حلول کے نظریات کی اس تثلیث نے دینِ تصوف (اتحاد) کی شکل میں قرآن و حدیث کے دین کی جگہ لے لی۔ شرک نے توحید کا روپ دھار لیا۔ اور خود ان کے الفاظ میں "یہ موجودہ دین وجود میں آیا۔ پھر ہزاروں قیدی بنے۔ لاکھوں کی عصمتیں برباد ہوئیں۔ لاتعداد لاشے تڑپے۔ نونہالوں کا خون چوس چوس کر یہ دھرتی سیراب ہوتی رہی مگر اس نے دین کی بہاروں کا ایک پھول نہ کھلایا۔"

اللہ کے اس بندے نے (اللہ کی ہزاروں رحمتیں ہوں اس پر) تن تنہا اللہ کی توفیق سے۔ اس پر بھروسہ کر کے اس کام کا آغاز کیا۔ آہستہ آہستہ چراغ سے چراغ جلتے رہے۔ ایک ایک دو دو کر کے ساتھی بنتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ کا شکر ہے آج ملک کے طول و عرض میں یہ دعوت ہر طرف کم و بیش متعارف ہو چکی ہے۔ اور ساتھی بھی ہیں۔ جو ایک نظم کے ساتھ اس کام کو مزید آگے بڑھانے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب مرحوم نے نہ صرف امت کی بربادی کا تجزیہ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اصل بگاڑ کے تعین کے ساتھ اصلاح کا طریقہ تحریری طور پر تجویز کیا بلکہ عملی طور پر سنت نبوی (صلعم) کے مطابق دعوت دین کی تحریک کا آغاز کر کے دکھا دیا کہ ایمان خالص ہو تو آج بھی ٹکسالی انداز میں اس کو دعوت کی صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔ مخالفتیں۔ مصائب اور مشکلات تو اس راہ کے تحفے ہیں۔ اور دینِ اتحاد کے پیروکار و سرپرست مولوی اور پیر۔ گالیوں۔ شور شرابے۔ جھوٹے الزامات اور بے دلیل فتووں اور کہیں کہیں لوگوں کو مار دھاڑ کے لئے اکسانے کے علاوہ (جس کی ایک مثال آپ اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے) اپنے اکابرین۔ جنکا نام اور تحریریں بیچ کر یہ اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ جنکے مزارات کی حرام کمائی سے انکی نسلوں کی پرورش ہوتی آئی ہیں، کی صفائی میں کوئی بات پیش نہیں کر سکے۔ بلکہ اس کے بجائے اپنی صفائیاں تحریری اور زبانی پیش کرتے پھر رہے ہیں کہ "ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں" تاکہ قرآن و حدیث اور توحید کا

یسبل لگا کر یہ جو کاروبار کر رہے ہیں وہ کہیں مندہ نہ پڑ جائے - بڑی بڑی کتابوں کی اشاعت اور فروخت نہ متاثر ہو جائے - بڑے بڑے کاروباری اداروں سے ہونے والی منفعت - مخصوص شخصیات - تنظیموں اور عوام کے تعاون سے نہ محروم ہو جائیں اور دین کے پردے میں جنگ زرگری میں کہیں مات نہ کھا جائیں - دنیاوی عزت - شہرت اور مقام و مرتبہ میں کمی نہ آجائے

ڈاکٹر صاحب نے اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے جس عزم و ہمت جرأت اور بے باکی - ایثار اور قربانی و بردباری - محبت و شفقت - صبر و استقامت تعلق باللہ اور سیرت و کردار کی ضرورت ہوتی ہے - اس کا بھی مقدور بھر نمونہ پیش کر کے اس دور میں ایک اور مثال قائم کی ہے - اس پیرانہ سالی میں بھی سب سے بڑھ کر ذمہ داریاں سنبھالنا - سب سے بڑھ کر محنت و مشقت کرنا - دن رات دعوت و تبلیغ - ساتھیوں کی تعلیم و تربیت میں لگے رہنا - خود تکلیف میں رہ کر ساتھیوں کو آرام پہنچانا اور سب سے خندہ پیشانی سے پیش آنا - محبت و شفقت اور عجز و انکساری کی تصویر بنے رہنا - اللہ کا بندہ سنت رسول کا شیدائی - جواں ہمت - کھلے دل و دماغ والا - دو دو تین تین گھنٹوں تک لوگوں کے سوالات کے جوابات دینا - لیکن کبھی تھکان اور ناراضگی کا اظہار نہ کرنا - واقعہ یہ ہے کہ اس میدان میں ایسے ہی ہمت اور حوصلے اور سیرت و کردار کی ضرورت ہے - قرآن و سنت نبوی بھی رہنمائی کرتے ہیں — انکی وفات ہمارے لئے جہاں غم و افسوس کا پہلو لئے ہوئے ہے وہاں ہمارے لئے باعث مسرت و اطمینان اور اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اللہ کا وہ بندہ اللہ کی راہ میں اسی کی توفیق سے آخر دم تک صبر و استقامت کے ساتھ جما رہا - ان الذین قالو ربنا اللّٰہ ثم استقاموا کی تصویر بنا رہا ورنہ اس راہ کی مشکلات نے بڑوں بڑوں کو ہلا مارا - قافلوں کے قافلے حالات سے مصالحت کرنے پر مجبور ہو گئے - ڈاکٹر صاحب مرحوم کی زندگی کا آخری دن بھی بھرپور انداز میں گزرا - خرابی صحت کے باوجود جمعہ کے خطاب کے علاوہ تین جگہوں پر خطاب کیا - سوالات کے جوابات دیئے - ساتھیوں سے مشاورت کی - رات بارہ بجے کے بعد گھر پہنچے - دو تین گھنٹے آرام کرنے کے بعد پھر تہجد کے لئے اٹھتے ہیں - وضو کر کے صلوٰۃ تہجد ادا کی - عام طور سے اس کے بعد سونے کا معمول نہیں تھا - لیکن خرابی صحت کی وجہ سے بیٹے کے اصرار پر آرام کے لئے لیٹ گئے کہ اسی دوران دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا - انا للّٰہ وانا الیہ راجعون - یہ خالص مالک کی توفیق اور اس کا فضل و کرم ہے -

ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآء - واللّٰہ ذوالفضل العظیم - اللہ کی مشیت یہی تھی - وہ اپنے جس بندے سے جسقدر کام لینا چاہتا ہے لیتا ہے - ہمارے لئے مالک نے بڑی آسانی فرمائی ہے - اور اس شخص کیلئے جو ہدایت کا طالب ہو - مالک کی بندگی کا حق ادا کر کے اسکی خوشنودی اور رضا کے حصول کا طالب ہو - ایمان اور عقیدے میں در آنے والی خرابی کی نشاندہی ہو چکی ہے - اس انتہائی متضاد صورت حالات میں سنت نبوی کے مطابق دعوت کے کام کا عملی اظہار ہو چکا ہے - اللہ کے بندے نے مقدور بھر اپنا حصہ ادا کر دیا - اپنی ذمہ داری پوری کر دی - اب ہم کو سوچنا ہے اور اپنے اندر اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے علمی اور عملی سطح پر اپنے آپ کو تیار کرنا - سیرت و کردار کی تعمیر اور مالک کے ساتھ بندگی کے رشتہ کو استوار سے استوار کرنے کی سعی و جہد - راتوں کو بستر استراحت سے اٹھ کر مالک کے حضور قیام اور سجدہ کی صورت میں الحاد و زاری کرنا - استغفار کرنا - اور اس سے ہمت اور صبر و استقامت کی توفیق مانگنا - کہ مالک تو ہماری کمزوریوں سے واقف ہے - یہ کام بڑے ہمتوں کا ہے - بہت ہی کٹھن .... اور ہم تیرے انتہائی کمزور بندے ہیں - تو ہم کو آزمائشوں سے بچا لے — اور اگر آزمائش تیرے تیری مشیت یہی ہو تو مالک صبر و ثبات سے جمائے رکھنا - ہمت اور حوصلہ دینا - اللہ سے امید ہے کہ وہ ہمیں ہماری استطاعت سے بڑھ کر آزمائش سے دوچار نہیں کرتا -

ایمان کے راستے میں باہمی اتفاق اور اتحاد اور محبت اور بھائی چارے کا مظاہرہ کرنا ہے - طبیعتوں اور مزاج کا اختلاف اس راہ میں اتفاق اور اتحاد میں رخنہ نہ ڈالنے پائے - اس راہ میں اللہ کی مغفرت اسکی رضا اور خوشنودی اور اسکی لازوال جنتوں کے حصول کی دوڑ میں مسابقت کرنا ہے - ذاتی بڑائی - عزت اور شہرت اور کسی دنیاوی مقام اور منفعت کیلئے نہیں - نظم کی پابندی کرنا ہے - اطاعت فی المعروف کے انداز پر - اپنے لئے - اپنے ساتھیوں کے لئے

بقیہ صفحہ ۱۶ پر -

از تجلّی خاں مروزائی

نومبر ۸۶ء

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب کا دورۂ چارسدہ اور جمیعتِ علمائے دوابہ کا فساد

آزمائش کے اس دور میں اگر ایک طرف دین پر مذہبی ٹھیکیداروں کی اجارہ داری قائم ہونے کی وجہ سے لوگوں کی اکثریت اصل ایمان کھو بیٹھی ہے تو دوسری طرف بدعقیدگی اور بدا عمالی زوروں پر ہے، باطل خیالات اور اوہام پرستی نے قرآن و سنت کی جگہ لے لی ہے اور دین اسلام کی اصل شکل بگاڑ کر کفر و شرک اور بدعات و رسومات کی ایک تصویر بن گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس دور میں ایسے ایماندار اور دیانتدار مبلغین اور مصلحین بھی موجود ہیں جو ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب کی قیادت میں خراب و خستہ دنیا کے سامنے دین اسلام کو اس کی اپنی اصلی شکل میں پیش کرنے کا عزم لے کر اٹھے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی نے آوازِ حق اٹھائی ہے تو مذہبی ٹھیکیداروں نے سختی سے اس کی مخالفت کی ہے اور دعوتِ حق کی راہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش کی ہے کیونکہ حق پھیلنے کی صورت میں ان کے مفادات اور ذاتی اغراض کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اسی طرح جب سے ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے توحیدِ خالص کو پھیلانے اور سنتِ رسول ؐ کو رائج کرنے اور کفر و شرک اور بدعات و رسومات کو مٹانے کی خاطر جدوجہد کا آغاز کیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک ان کو بھی ان خودغرض اور مفاد پرست مولویوں اور پیروں کی سخت مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے مگر ان مجاہدوں نے ہر موقع پر صبر و استقامت کا ثبوت دیا ہے تو آئیے اب علاقہ دوابہ (چارسدہ) کے شکم پرور علمائے سوء کی ایک جماعت "جمیعتِ علمائے دوابہ" کی اسلام دشمنی اور کوتاہ اندیشی کی داستان بھی سنئیے۔

اس بدعقیدہ اور مبتدع جماعت میں شامل سارے مولوی قرآن مجید کو ذریعۂ معاش بنائے ہوئے ہیں۔ اجرت کے بغیر نماز تک نہیں پڑھاتے ہیں۔ نکاح پڑھاتے ہوئے اور نومولود بچے کے کان میں اذان دیتے وقت بھاری فیس وصول کرتے ہیں۔ تعویذ گنڈے فروخت کرنا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ سقاطے کے بغیر نماز جنازہ میں شرکت نہیں کرتے۔ سوئم، چہلم اور برسی کے موقعوں پر خوب خوب پیٹ بھرتے ہیں، میلاد کی محفلوں میں تقریریں کر کے اپنی اجرت وصول کرتے ہیں، رمضان کی ستائیسویں رات کو سورتوں کے سنانے کی فیس وصول کرتے ہیں غرض یہ کہ غم اور خوشی کے ہر موقع پر اپنا مذہبی ٹیکس وصول کرتے رہتے ہیں۔ حرام کی کمائی اور ذاتی اغراض کی خاطر قرآن و احادیث کی ناروا تاویلات کرتے ہیں۔ اسلام کے ٹھیکیدار اور اجارہ دار بن بیٹھے ہیں۔ ایک طرف ناسمجھ لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ کر ان سے دولت وصول کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کو گمراہی اور جہالت میں مبتلا کر کے تباہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ ان پر قرآن کی یہ آیت پوری طرح صادق آتی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ۔ (توبہ آیت ۳۴)

ترجمہ:- اے ایمان لانے والو! ان مولویوں اور

؎ مضمون لکھتے وقت ڈاکٹر عثمانی صاحب زندہ تھے۔ ان کی موت کی خبر سن کر سخت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس نصیب کرے۔ درحقیقت مرحوم ایک ممتاز عالم دین، عظیم محقق، نڈر مجاہد، کٹر موحد، بے باک حق گو اور سچے و پکے مسلمان تھے۔

پیروں کی اکثریت کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور (اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ) ان کو اللہ کے راستے سے بھی روک دیتے ہیں۔ (توبہ آیت ۳۴)

اس ناجائز کمائی اور حرام خوری کے علاوہ علاقہ دوآبہ کے یہ نام نہاد مولوی اسی دنیاوی قبر میں مردہ کے حیات وسماع جیسے مشرکانہ عقائد بھی رکھتے ہیں۔ یہ حضرات سخت تصوف زدہ اور کٹر پیر پرست بھی ہیں۔ لوگوں کو پیر پرستی اور قبر پرستی کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ مساجد میں شرک وبدعت کا کھلا پرچار کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم لوگوں کو دعوت الی اللہ دیتے ہیں اور شرک وبدعت کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں تو شرک وبدعت کے یہ رسیا اپنی پوری طاقت وقوت کے ساتھ ہمارے مقابلے کے لئے میدان میں نکل آتے ہیں اور ہر طرح سے اپنا زور لگا کر خاموش رہنے پر مجبور کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، افواہیں پھیلاتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، غلط پروپیگنڈے کرتے ہیں، فتوے لگاتے ہیں۔ من گھڑت اور بے بنیاد الزامات لگاتے ہیں، عوام کو اشتعال دلاتے ہیں۔ حکومت سے ہمارے خلاف شکایات کرتے ہیں اور کبھی کبھار اپنا اثر ورسوخ استعمال کرکے گرفتار بھی کرواتے ہیں، سوشل بائیکاٹ کرتے ہیں۔ غرض ہمیں نقصان پہنچانے کی خاطر ہر قسم کے حربے اور ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں لیکن ہماری ہمتیں جوان ہیں، حوصلے بلند ہیں اور عزائم مضبوط ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر دعوتِ حق کی راہ میں ان کے یہ مظالم اور مخالفتیں خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہیں گے۔ آزمائشیں، تکلیفیں اور سختیاں تو اس راہ کے تحفے اور پھول ہیں۔ ہم حق کی خاطر جان دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ (انشاءاللہ)۔ کیا خوب کہا ہے ڈاکٹر مسعود الدین عثمانیؒ صاحب نے:

"رہے ہم، تو ہماری ساری دوڑ دھوپ انشاءاللہ اسی مقصد کے لئے وقف ہے اور وقف رہے گی۔ اب کوئی برا مانے، چراغ پا ہو۔ گالیاں دے، جان ومال کا دشمن ہو جائے تو یہ چیزیں تو آتی جاتی ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ کل مالک کے دربار میں اپنی نجات کا کیا بنے گا؟ اس لئے ہم فاصدع بما

تؤمر کے حکم پر عمل کر رہے ہیں اور اس یقین کے ساتھ کہ آسمان وزمین کا اکیلا مالک ہماری کفایت کے لئے بس ہے۔"

جمعیت علمائے دوآبہ کے فساد کی مخالفت کا سلسلہ تو اُس وقت سے شروع ہو چکا تھا جب عمر خطاب درانی صاحب ۵ر اکتوبر ۱۹۸۵ء کو پہلی مرتبہ ہمارے گاؤں تشریف لائے اور توحید کے موضوع پر ایمان افروز تقریر کی۔ اس کے بعد لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ اس جرم کی پاداش میں انہوں نے میرے ساتھ جو سلوک کیا میں اس طویل قصے کو بیان کرنا نہیں چاہتا مگر یہ ضرور بتاؤں گا کہ انہوں نے میرے خلاف فتویٰ دیا اور تحریک چلائی جس کے نتیجے میں مجھے دس دن جیل میں گزارنے پڑے۔ امسال جب انہیں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر عثمانی صاحب ۲۳ر اکتوبر کو مروزائی تشریف لا رہے ہیں تو چند روز پیشتر مساجد کے لاؤڈ سپیکروں سے اعلانات کئے کہ ڈاکٹر عثمانی کو نہیں آنے دیا جائے گا۔ اور اگر کسی نے ان کو قتل کر دیا تو ساری ذمہ داری مجلا خان استاد پر عائد ہو گی۔

۲۲ر اور ۲۳ر اکتوبر کو مولوی سعید اللہ جان عرف صاحب حق کی دعوت پر موضع صرنخ میں جمعیت علمائے دوآبہ کے ہنگامی اجلاس منعقد ہوئے جس میں ڈاکٹر عثمانی صاحب اور ان کے ساتھیوں کو کافر اور واجب القتل قرار دیا گیا۔ ایک طرف ہم پر حملے کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور عوام کو اشتعال دلایا جا رہا تھا اور دوسری طرف الٹا اسسٹنٹ کمشنر چارسدہ سے ہماری شکایت کی گئی۔ پولیس کو تو دو تین دن پیشتر ہی شکایت کر دی گئی تھی جس کی وجہ سے وہ ہمیں الگ پریشان کر رہی تھی لیکن اس اجلاس کے بعد علاقے کے با اثر افراد کو ساتھ ملا کر مولویوں نے حاجی گل صاحب S.H.O پولیس اسٹیشن بٹگرام پر خاص دباؤ ڈالا۔ اسسٹنٹ کمشنر حالات کا جائزہ لینے کے لئے ہمارے گاؤں آیا۔ ہمارے حجرے کا تالا توڑ کر تلاشی لی مگر کوئی قابل اعتراض چیز ہاتھ نہیں آئی۔ اس کے باوجود میرے چھوٹے بھائی امین امین کو گرفتار کرکے ساتھ لے گئے۔ اس وقت میں گاؤں میں موجود نہ تھا بلکہ شاہ بڑہ (چارسدہ) میں ڈاکٹر صاحب کے اجتماع میں شامل تھا۔ شاہ بڑہ میں اجتماع

ختم ہونے کے بعد ڈاکٹر عثمانی صاحب کی قیادت میں ہم پورے سارے مہمان مروزائی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم خرکی نامی گاؤں پہنچے تو وہاں ہمارے گاؤں کے چند ساتھی ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ صورت حال نہایت خطرناک ہے۔ مرغز میں ہزاروں لوگ حملہ کرنے کے لیے پُل پر جمع ہو گئے ہیں۔ ہم بنگرام کی بجائے "پینہ وڑی" کے راستے سے اپنی منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ راستہ محفوظ تھا مگر تین چار فرلانگ کا فاصلہ پیدل طے کرنا تھا۔ (یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ شاہڑہ سے ہمارا گاؤں تقریباً اٹھارہ میل دُور ہے) پینہ وڑی میں ہم نے بھائی حاجی رحیم کی نگرانی میں گاڑیاں چھوڑ دیں اور پیدل روانہ ہو گئے۔ میرا خیال تھا کہ یہ مہمان نوازی میں مشہور لوگ اتنی بے مروتی اور سفاکی سے کام نہیں لیں گے کہ ہمارے حجرے میں باہر سے آئے ہوئے مہمانوں پر حملہ کریں گے۔ لیکن افسوس میرا اندازہ غلط نکلا۔ جونہی ہم نے نمازِ مغرب ادا کی تو مساجد کے لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے اعلان کیا گیا کہ "کافر" پینہ وڑی کے راستے پہنچ گئے ہیں۔ اگر ایمان تازہ کرنا چاہتے ہو تو ان پر اس طرح ٹوٹ پڑو کہ کوئی بچ کر نہ جانے پائے۔ اس دوران پولیس والے بھی پہنچ گئے۔ وہ مجھے ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب اور عمر خطاب درانی صاحب کو گرفتار کر کے خفیہ راستے سے تھانے لے گئے اور ہمارے دیگر ساتھیوں کی "حفاظت" کے لیے سات آٹھ افراد پر مشتمل ایک پارٹی کو گاؤں میں ہی چھوڑ دیا جن کے لیے آٹھ دس ہزار مشتعل افراد پر قابو پانا کسی طرح بھی ممکن نہ تھا۔ مولوی سعید اللہ جان عرف صاحب حق آف مرغز کی قیادت میں اللہ کے دشمنوں نے دعوتِ حق کے سلسلے میں سینکڑوں اور ہزاروں میل دُور سے آئے ہوئے مہمانوں پر کلہاڑیوں، خنجروں اور لاٹھیوں سے بھرپور حملہ کر کے ان کی میزبانی کا پورا پورا حق اچھی طرح ادا کیا۔ نہتے اور دُور دیس سے آئے ہوئے ساتھیوں نے دو چھوٹے کمروں میں پناہ لی۔ لیکن روشندانوں میں سے ان پر پتھر برسائے گئے اور کمروں میں آگ لگا کر انہیں زندہ جلانے کی کوشش کی گئی۔ بالآخر جب کمروں کے دروازے توڑ دیئے گئے تو حالات نے نہایت خطرناک صورت اختیار کر لی مگر ایک کمرے میں گھرے ہوئے ساتھیوں کو اچانک راستہ مل گیا اور وہ بخت بلند صاحب آف خویشگی بالا کی معیت میں ہمارے گھر میں پناہ لے کر جان بچانے میں کامیاب ہو گئے جبکہ دوسرے کمرے میں گھرے ہوئے ساتھیوں کو خطرناک صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ بری طرح پھنس کر رہ گئے اور ان کی آنکھوں کے سامنے سے ایک قیامت خیز منظر گزر گیا۔ ان پر کلہاڑیاں چل رہی تھیں، خنجروں کے وار ہو رہے تھے۔ لاٹھیاں استعمال ہو رہی تھیں، آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ زندہ باد اور مردہ باد کے فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے تھے اور بیکس و مجبور مہمان جان بچانے کی اپنی سی کوشش کر رہے تھے۔ پولیس کی مختصر سی نفری اور ہمارے گاؤں کے کئی افراد ان کی مدد کر رہے تھے لیکن پیشہ ور مولویوں کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چلنے والے جاہل عوام کا لاانعام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر روکنا ناممکن ہو گیا تھا کیونکہ ان کو ان کے دین فروش مولویوں نے مہمانوں کو قتل کرنے، آگ میں زندہ جلانے اور ان کے سامان کو لوٹنے کا حکم دیا ہوا تھا اور اسے ایک عظیم جہاد اور بڑا کارِ ثواب قرار دیا تھا۔ اس طرف کمرے میں گھرے ہوئے مہمان مارے پیٹے جا رہے تھے اور ادھر بعض مہربان ہمارے گھر میں دیگر پناہ لیے ہوئے دیگر مہمانوں پر عوام کو حملہ کرنے اور آگ لگانے پر ابھار رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا کہ وہاں کسی کی جرأت نہیں ہوئی کہ ایسا کرتا۔ ہمارے تمام ساتھی تتر بتر ہو چکے تھے کوئی زخموں سے چور ہو کر ایک جگہ پڑا کراہ رہا تھا اور کوئی کسی کے گھر یا گنوں کے کھیت میں چھپ کر جان بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ حملہ میں شدید شدت آتی چلی جا رہی تھی کہ اسی اثنا میں ایک حوالدار کو چوٹ لگ گئی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ حملہ آور یہ سمجھ کر کہ یہ مر گیا ہے خوف زدہ ہو گئے اور واپس لوٹنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی لاؤڈ سپیکروں پر "جہاد" ختم ہونے کا اعلان بھی ہوا۔ ویسے بھی "مجاہدین" نہتے اور شریف مہمانوں کو مارتے پیٹتے تھک گئے تھے۔ اس لئے "جہاد" کا یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ پیشہ ور مولویوں کی قیادت میں لوگوں نے مہمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی تمام تر کوششیں کیں مگر اللہ کا شکر کہ صرف سات مہمان شدید زخمی ہو گئے تھے جنہیں شبقدر ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔

مولوی سعید اللہ جان عرف صاحب حق صاحب کی قیادت میں نکلنے والے "مجاہدوں" نے اللہ کے کلام (قرآن مجید) اور اس کی تفسیروں کی ایسی ہتک اور توہین کی کہ اسے ردی کتاب کہہ کر اس کے سارے اوراق نہایت سنگدلی اور بے رحمی سے پھاڑ ڈالے اور ان کے پرزے پرزے کرکے گندی نالیوں میں پھینک ڈالے۔

جمعیت علمائے دوآبہ کے لشکر جرار نے مہمانوں کی جیبوں سے ہزاروں روپے نکالے۔ ان کے بیگ، سامان اور ہماری چارپائیاں اور دوسری کراکری تک لے گئے۔ بدر صاحب کا بیگ جس میں ضروری کاغذات، کپڑے اور دوسرے سامان کے علاوہ پانچ ہزار نقد روپے بھی تھے۔ وہ ہدایت اللہ ملا کے بیٹے توضیح اللہ عرف سندیزائی چرا کر لے گیا۔ ہمارے بھی ہزاروں روپے کا نقصان کیا۔ شاید مولویوں کو مالِ غنیمت میں سے اپنا اپنا حصہ بھی ملا اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس واقعہ کے بعد اپنی اپنی تقریروں میں اس ظالمانہ اور وحشیانہ اقدام (اللہ کے کلام کی بے حرمتی اور مہمانوں پر قاتلانہ حملے اور ان کے سامان سامنے لوٹنے) کو جہاد قرار دیا اور آئندہ کے لئے عوام کو ایسے موقعوں پر تیار رہنے اور میرا مکمل طور پر سوشل بائیکاٹ کرنے کی اپیل بھی کی۔

ہمارے جو ساتھی بچ گئے تھے وہ تھانے لائے گئے۔ انہوں نے آنکھوں دیکھا حال ہمیں سنایا مگر ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب کی صبر و استقامت اور حوصلہ کو دیکھئے کہ اس ظلم و ستم کے باوجود شکایت کا ایک لفظ زبان پر نہیں لائے۔ یہاں تک کہ مقدمہ درج کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔ ساتھیوں نے بھی یہ سب کچھ صبر و استقامت سے برداشت کیا۔ تقریباً گیارہ بجے ہمارے ساتھی رخصت کر دیے گئے۔ مگر میرے، ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب اور عمر خطاب درانی صاحب کے بارے میں اسسٹنٹ کمشنر چارسدہ نے سپیشل احکامات صادر کئے تھے۔ تھانے میں رات گزار کر اگلے روز ہم تینوں کا چالان کر دیا گیا اور اسسٹنٹ کمشنر چارسدہ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ چونکہ ہم پر ظلم کیا گیا تھا، ہمارے سات ساتھی شدید زخمی کر دیئے گئے تھے اور ہمارا سامان لوٹ لیا گیا تھا۔ اس لئے (ان کے خیال میں) انصاف کا تقاضا یہی تھا کہ ہمیں بھی جیل بھیج دیا جائے۔ چنانچہ ہمیں جیل بھجوا کر "انصاف" کا تقاضا پورا کیا۔ رات کو جیل میں عمر خطاب درانی صاحب نے توحید کے موضوع پر ایمان افروز تقریر کی جس سے حوالاتی کافی حد تک متاثر ہو گئے۔ اگلے روز یعنی ۲۵ر اکتوبر کو ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب رہا کر دئے گئے۔ اور عمر خطاب درانی صاحب کو ضمانت پر چھوڑ دیا گیا جبکہ مجھے ۱۴ دن جیل میں گزارنے پڑے۔ آخر ۶ر نومبر ۱۹۸۶ء کو مجھے بھی ضمانت پر چھوڑ دیا گیا۔

گاؤں جا کر معلوم ہوا کہ جمعیت علمائے دوابہ کو اپنے اس شرمناک حرکت اور ظالمانہ اقدام پر ذرا بھی افسوس نہیں ہوا تھا بلکہ وہ اپنے اقدام پر بہت خوش تھے اور اپنی اس بہادری پر فخر کر رہے تھے اور مجھے مزید نقصان پہنچانے کی خاطر ڈپٹی کمشنر پشاور، اے سی چارسدہ، محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر کو میرے خلاف درخواستیں بھی دے چکے تھے اور جب اس پر بھی ان کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا تو پھر شرارت کرکے لاؤڈ سپیکروں پر اعلان کیا کہ اسے سکول نہ آنے دیں۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سکول کو تالا لگا کر بند کر دیا۔ تو محکمہ تعلیم نے مجبور ہو کر مجھے سکول جانے سے منع کیا۔ میں نے تبادلے کی کوشش کی مگر مولویوں نے میری اس کوشش کو بھی ناکام بنا دیا اور اب دو تین مہینے گزرنے کے بعد میں چار مہینے کی طویل چھٹی لینے پر مجبور ہو گیا۔ الغرض ۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۶ء کو جمعیتِ علمائے دوابہ نے ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب کی آمد پر جس وحشت اور بربریت کا مظاہرہ کیا اور اللہ کے کلام اور ہمارے مہمانوں کے ساتھ جو انسانیت سوز اور ظالمانہ سلوک کیا وہ ان کی بے ایمانی، اسلام دشمنی، بدعقیدگی، سفاکی، بے مروتی، بے غیرتی، خود غرضی، کم فہمی، کم علمی اور جاہلیت کا کھلا ثبوت ہے اور ان کی شکست اور ناکامی کا بھی۔ کیونکہ کوئی مسئلہ فساد، تشدد اور ظلم و جبر کے ذریعے حل نہیں ہو سکتا بلکہ افہام و تفہیم اور دلیل بازی سے حل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ اگر کسی مسئلہ میں تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے تو (فیصلہ کے لئے) اللہ اور اس کے رسول (قرآن و سنت) کی طرف اس مسئلہ کو لوٹا دو۔

معلوم ہوا کہ ہر مسئلے کو پرکھنے کی کسوٹی کتاب و سنت ہے اگر جمعیت علمائے دوابہ کو ہمارے کسی بھی عقیدے یا عمل پر کسی قسم

کا اعتراض ہوتا تو چاہیئے یہ تھا کہ وہ ہمارے پاس آکر قرآن و سنت کی روشنی میں اسی اختلافی مسئلہ ہمارے ساتھ فیصلہ کرتے۔ ہم مناظرہ کے لیے بھی تیار تھے اور مباہلہ کے لیے بھی۔ مگر انہیں اپنی بدعقیدگی اور کم علمی پر پورا یقین تھا اس لئے علمی سطح پر مقابلہ نہ کر سکے اور جبر و تشدد سے کام لیا۔

ایک سال پہلے میں نے ان کو چیلنج کیا تھا کہ اگر ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب کی کتابوں میں کوئی بات خلافِ اسلام ہو یا کوئی بھی عقیدہ درست نہ ہو تو آپ قرآن و حدیث کے دلائل پیش کر کے اس کو تحریری طور پر غلط ثابت کر دیں تو میں ان سے رجوع کروں گا مگر وہ ہمارے کسی بھی عقیدہ کو تحریری طور پر غلط ثابت کرنے میں بری طرح ناکام ہو گئے اور اپنی اسی ناکامی کو چھپانے کے لیے وہ ہمیشہ تشدد، ظلم و جبر اور فساد سے کام لیتے رہے ہیں۔ دراصل وہ آوازِ حق کو دبانے کی کوشش اس لئے کرتے ہیں کہ پھر ان کی چالاکیوں اور فریب کاریوں سے پردہ اٹھ جائے گا اور ان پر ناجائز کمائی اور حرام خوری کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ سب اپنی دنیا بنانے اور اولاد کے سہانے مستقبل کی خاطر اللہ اور یوم آخرت کو بھلا بیٹھے ہیں۔ اللہ کا ذرا بھی خوف نہیں رکھتے ہیں۔ بس لوٹ کھسوٹ اور بے ایمانی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ✲✲

بقیہ کل من علیہا فان۔

صبر و استقلال کی دعا کرتے رہتا ہے۔ اور ساری دنیا کے لئے ہدایت کی دعا کرتا ہے۔ لوگوں کے سامنے دردمندی اور خیرخواہانہ انداز میں دعوت پیش کرتا ہے۔ اور انکی ناراضگی، مخالفت اور اس راہ میں آنے والی ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے۔ اس کام کو ذوق اور شوق سے اور مالک کی طرف سے عظیم ذمہ داری سمجھ کر کرتا ہے۔ دنیا والے چاہے کچھ ہی کیوں نہ کہیں، کیسے ہی طعنے کیوں نہ دیں لیکن ہم کو مالک کی یہ بات پیش نظر رکھنا ہے اور اس کو باعث سعادت اور عزت سمجھتا ہے اپنے مالک کی طرف سے مالک بڑے ناز و انداز سے اپنے ایسے بندوں کی قدردانی اس طرح فرماتا ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین۔ حٰم۔ السجدہ

" اور اس شخص سے اچھی بات کس کی ہوگی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں "

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ اپنی راہ میں استقامت دکھانے والے اس بندے کی محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اسکو اپنی جنتوں کا وارث بنائے۔ اور مالک ان کی میزبانی فرمائے۔ مالک ہم کو ہدایت کی راہ پر جمائے رکھے۔ اور ایمان خالص کا قافلہ سخت جان بنا دے۔ دعوت دین کی کوشش میں ہم کو باہمی اتفاق اور اتحاد کی لڑی میں پروئے رکھے۔ ہمارے موجودہ امیر کی مالک رہنمائی فرمائے۔ اور اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ان کی صلاحیتوں کو اجاگر فرمائے۔ مالک سب کو اپنے دین کا فہم عطا فرمائے اور اصلاح کر کے اپنے عذاب سے بچائے۔ مالک ہم سب کو اسلام پر زندہ رکھے اور ایمان پر موت دے۔ آمین ✲✲

بقیہ: میرے استاد۔ میرے محسن

نے علوم دینیہ کی کتابیں لفظ بہ لفظ پڑھیں اور اپنے نام اور ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کے ساتھ فاضل علوم دینیہ کا اضافہ بھی کیا اور تحقیق کے میدان میں انہوں نے ایک روشن مثال قائم کی۔ مذہبی ٹھیکیداروں نے یہ بات قبول کرنے کے بجائے کفر و زندیق کے فتوے صادر کئے۔ زہر آلودہ پمفلٹ تقسیم کئے اور طرح طرح کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے۔ لیکن ان دشواریوں کے باوجود اللہ کے اس بندے نے اپنے مشن کو جاری رکھا اور ایسی کھیپ پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے جو آئندہ تاریخ کا دھارا بدلنے میں اہم کردار ادا کرے گی دنیا میں ایسے بہت کم لوگ پیدا ہوتے ہیں جو طاغوتی قوتوں کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں اور تاریخ کا رخ بدل دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب بھی ان ہی لوگوں میں سے تھے ان کا لگایا ہوا پودا ایک تناور درخت کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے اور ایک قافلہ اپنی جواں مردی کے ساتھ اس وادی پُرخار میں اللہ کے دین کے لئے جدوجہد کر رہا ہے، مرحوم نے اپنی زندگی کا حق بخوبی ادا کیا اللہ تعالی میرے استاد، میرے محسن کے درجات بلند کرے اور انہیں جنت کی لازوال نعمتوں میں داخل کرے اور ہمیں ان کے مشن کو آگے لے کر بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ✲✲

یزید حسینی
کراچی

کچھ بندِ قبا دیکھ ذرا....

امابعد اگر بغور دیکھا جائے تو قرآن و حدیث کو انہی لوگوں نے زیادہ نقصان پہنچایا ہے جو اس کے نام کے لیوا تھے اور آج وہی افراد "طاغوت" بن گئے ہیں ان کی بات کو فوقیت دی جاتی چاہیے قرآن و حدیث کی تفسیر سمجھی جاتی ہے حالانکہ وہ سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہوتی ہے۔ ذیل میں ہم قرآن و حدیث کے مقابلہ میں ان طاغوتی باطلہ کا ایک تقابلی جائزہ پیش کر رہے ہیں۔

قرآن و حدیث صحیحہ کا بیان

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ
طِيْنٍ (۱۲) ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ (۱۳) ثُمَّ خَلَقْنَا
النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ
عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ
فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (۱۴) ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ
لَمَيِّتُوْنَ (۱۵) ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ (۱۶) وَلَقَدْ خَلَقْنَا

ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی، پھر لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا، پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔ پھر اس کے بعد تم کو ضرور مرنا ہے پھر قیامت کے روز یقیناً تم اٹھائے جاؤ گے

سورۃ المومنون آیات ۱۲ تا ۱۶

طاغوتی باطلہ کا فرمان

والإيمان بالحوض والشفاعة، والإيمان بمنكر ونكير وعذاب القبر والإيمان بملك الموت، يقبض الأرواح ثم ترد في الأجساد في القبور فيسألون عن الإيمان والتوحيد
(ص ۳۵ كتاب الصلاة طبع قاهره) و
طبقات الحنابلة في ترجمة مسدد بن مسرهد

حوض کوثر، شفاعت، منکر نکیر، عذاب قبر، ملک الموت کے ارواح کو قبض کرنے پھر ان کے قبروں میں جسموں کی طرف لوٹائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے اور اسی طرح ایمان لانا لازم ہے کہ قبر میں ایمان و توحید کے بارے میں سوال ہوتا ہے
(ص ۔۔۔ تسکین الصدور، مصنف ابو الزاہد سرفراز خان صفدر)

امام احمد بن حنبل ہر مرنے والے کو دنیاوی قبر میں قیامت سے پہلے اٹھائے جانے کے ایمان کا لازمی جز قرار دے رہے ہیں

قرآنی آیات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر مرنے والا جسد عنصری کے ساتھ اس زمین سے صرف قیامت کے دن ہی اٹھایا جائے گا اس سے پہلے ہرگز نہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ۖ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٩٤﴾ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنظِرُونِ ﴿١٩٥﴾ إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ﴿١٩٦﴾ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ﴿١٩٧﴾ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا ۖ وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٩٨﴾

ترجمہ: واقعی تم جنہیں پکارتے ہو خدا کو چھوڑ کر وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں سو تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہئے کہ تمہاری دعاؤں کا جواب دیں اگر تم سچے ہو اور تمہارے خیالات صحیح ہیں۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب شریکوں کو بلا لو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو۔ یقیناً میرا مددگار تو اللہ ہے جس نے یہ کتاب نازل کی ہے اور وہی نیک بندوں کی حمایت کرتا ہے۔ اور جن لوگوں کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔ اور ان کو اگر تم کوئی بات بتلانے کو پکارو تو اس کو نہ سنیں اور ان کو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں اور وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔

قرآن صاف صاف بتلا رہا ہے کہ مردے کو تم ہدایت کی تلقین کرو تو وہ نہیں سنتے ہیں نہ ہی تمہاری پیروی کر سکتے ہیں برابر ہے تمہارے اوپر چاہے تم پکارتے رہو یا خاموش رہو۔ چونکہ وہ اب تمہاری پکاروں کو نہیں سن سکتے ہیں اس لئے تمہارا پکارنا نہ پکارنا برابر ہے۔

یعنی جو قرآن کو مانے "مردہ" کو مردہ سمجھتے ہیں وہ ان کی نگاہ میں مومن ہی نہیں ہے۔

قبر پر تلقین | پرانے زمانے سے اب تک یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ قبر میں میت کو تلقین کی جاتی ہے۔ اس کی ثبوت چونکہ کہ مردہ سنتا ہے اور تلقین سے اسے فائدہ پہنچتا ہے۔ ورنہ تلقین بیکار و غیر مفید ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں امام احمد سے پوچھا گیا تو انہوں نے تلقین اچھی سمجھی اور لوگوں کے عمل سے دلیل پکڑی۔ اس سلسلے میں معجم طبرانی میں ابو امامہ کی ایک ضعیف حدیث بھی آئی ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ مردے پر مٹی برابر کرنے کے بعد ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر صاحب قبر کا نام اور اس کی ماں کا نام لے کر پکارے وہ سنتا ہے مگر جواب نہیں دے سکتا۔ پھر دوسری دفعہ نام لے کر پکارے تو وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ پھر تیسری دفعہ نام لے کر پکارے گا تو وہ جواب دے گا لیکن تم اس کا جواب نہیں سن سکو گے۔ پھر کہے کہ اللہ تم پر رحم کرے۔ ہماری رہنمائی کرو۔ [illegible] توحید و رسالت پر روانہ ہوئے تھے وہ یاد کرو کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ تم اللہ کے رب ہونے سے اسلام کے دین ہونے سے محمد رسول اللہ کی نبوت سے اور قرآن کے پیشوا ہونے سے راضی تھے۔ پھر منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو یہاں ہم کیا بیٹھیں۔ اس کے پاس بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔ اسے اس کی حجت یاد دلا دی گئی اور اس [illegible] ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ اگر کسی کو صاحب قبر کی ماں کا نام یاد نہ ہو؟ فرمایا ایسی صورت میں اس کی ماں حوا کا نام لے۔ یہ حدیث اگرچہ ثابت نہیں لیکن تمام شہروں اور زمانوں میں اس کا انکار کئے بغیر اس پر عمل جاری ہے اور یہی بات اس پر عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔ [illegible] عادت جاری نہیں کی کہ ایسی مخلوق سے خطاب کریں جو نہ سن سکتی ہو اور نہ سمجھ سکتی ہو۔ اسے اچھا سمجھیں اور اس کا کوئی انکار نہ کرے۔ بلکہ پہلے بچھلوں کے لئے سنت جاری کر جائیں اور اس بات میں پچھلے پہلوں کے قدم بہ قدم چلیں۔ مگر خاطب ہی سنتے اور سمجھے [illegible] ہے جیسے کوئی مٹی لکڑی پتھر اور معدوم سے خطاب کرتا ہے۔ ایسے خطاب [illegible] اچھا جانے مگر تمام علماء اسے برا ہی جان سکتے۔

کتاب الروح ص ۳۳ ترجمہ مولانا راغب رحمانی۔ مصنفہ علامہ حافظ ابن قیم۔

(۲۳) شیخ نجم الدین اصفہانی مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ کے جنازہ میں شریک ہوئے جب لوگ دفن کر چکے تو تلقین کرنے والا قبر کے پاس بیٹھ کر تلقین کرنے لگا۔ شیخ نجم الدین ہنسنے لگے اور ان کی عادت ہنسنے کی بالکل نہیں تھی۔ بعض خدام نے ہنسی کی وجہ پوچھی تو شیخ نے جھڑک دیا لیکن کچھ دنوں بعد فرمایا کہ اس لئے ہنسا تھا کہ جب تلقین کرنے والا قبر پر تلقین کرنے لگا تو میں نے ان بزرگ کو جو دفن کئے گئے تھے یہ کہتے ہوئے سنا کہ تعجب کی بات ہے کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔ (ف) عرب میں اکثر شافعی ہیں ان کے مذہب کے موافق دفن کے بعد تلقین مستحب ہے کہ جب میت کو دفن کر دیتے ہیں تو ایک شخص میت کی قبر کے پاس بیٹھ کر کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھتا ہے اور منکر نکیر کے سوال جواب بتاتا ہے اس تلقین کہنے پر ان بزرگ کا یہ ارشاد کہ مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے ظاہر ہے کہ وہ اللہ کے عشق کی وجہ سے زندہ تھے اور جو تلقین کر رہا تھا وہ اس دولت سے خالی ہو گا۔

عذاب قبر ص ۲۷ فضائل حج ص ۲۳۵ — ۱۹۴

مندرجہ بالا دونوں واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ قبر پر مردوں کو تلقین کرنا پرانے زمانے سے چلا آ رہا ہے اور جو چیز پرانے زمانے سے چلی آ رہی ہو وہ چونکہ صحیح ہوتی ہے اس لئے امام احمد بن حنبل نے تلقین اچھی سمجھی اور لوگوں کے عمل سے دلیل پکڑلی۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④

زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا اسے علم ہے۔ جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو سب اس کو معلوم ہے۔ اور وہ دلوں کا حال تک جانتا ہے۔

سورہ تغابن آیت نمبر ۴

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ

حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ

عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ

عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾

سورہ آل عمران ۱۷۹

اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم لوگ اس وقت پائے جاتے ہو۔ وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا۔ مگر اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کر دے۔ (غیب کی باتیں بتانے کے لیے تو) اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے۔ لہٰذا (امور غیب کے بارے میں) اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو۔ اگر تم ایمان اور خدا ترسی کی روش پر چلو گے تو تم کو بڑا اجر ملے گا۔

قرآن جگہ جگہ پر یہ مضمون لاتا ہے کہ دل کا حال صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اور کوئی دل کے حال سے باخبر نہیں۔

مزید قرآن نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ علم غیب صرف اللہ کے پاس ہے وہ اظہار غیب اپنے رسولوں پر سے جس پر چاہتے ہیں کرتے ہیں اسی طرح سورہ العمران کی یہ آیت بھی یہ مضمون واضح کر رہی ہے کہ اپنے رسولوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کسی کو اطلاع نہیں دیتا اور رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے غیب پر مطلع کر دیتا ہے۔

کہ مردوں کو تلقین کرنا صحیح ہے اور حافظ ابن قیم نے بھی اسے صحیح سمجھا۔ دوسرا واقعہ یہ یقین دلانا چاہتا ہے کہ مردہ زندہ سے بھی کئی گنا بہتر ہے یعنی زندہ بھی ہے سنتا بھی ہے جواب بھی دیتا ہے اور قوت سماعت میں بھی کم بھی نہیں ہے کیونکہ

مردے کا بیان سنائی نہیں دیتا۔ جبکہ مردہ اچھی طرح سے سن رہا ہے حیث بھی کر رہا ہے اور جوابا کچھ بھی رہا ہے کہ دیکھو جی مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے" اسی لئے تو شیخ نجم الدین اصفہانی صاحب خلاف عادت سنتے تھے۔

ایک نوجوان کی فراست

ایک نوجوان جنید کے پاس اٹھا بیٹھا کرتا تھا۔ اور دل کے خیالات بتا دیا کرتا تھا۔ جنید کے سامنے بھی اس کا ذکر آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے بارے میں لوگوں کا ایسا خیال ہے۔ بولا دل میں کوئی بات سوچو۔ جنید نے سوچ لی۔ جوان نے بات بتا دی۔ جنید نے کہا غلط ہے۔ بولا اچھا پھر سوچو۔ فرمایا سوچ لی۔ بولا یہ بات ہے۔ فرمایا غلط ہے۔ بولا اچھا پھر سوچو۔ فرمایا سوچ لی۔ بولا یہ بات ہے۔ فرمایا غلط ہے۔ بولا عجیب بات ہے۔ آپ بھی سچے ہیں اور مجھے بھی اپنے دل کی خبر ہے۔ فرمایا تم نے تینوں دفعہ ٹھیک بتایا تھا۔ میں تمہیں آزما رہا تھا کہ تمہاری حالت واردات بدلتی تو نہیں۔

کتاب الروح صـ ۲۶۳

ایک مزدور کا واقعہ

مجھے ایک امیر آدمی نے بتایا کہ مجھے ایک عورت [illegible] اس کا قرضہ [illegible] چند دنوں [illegible] جب میں [illegible] میں نے پوچھا کیا بات ہے [illegible] میں [illegible] والد [illegible] شاید مکان [illegible] اس سے [illegible] اللہ [illegible] چنانچہ [illegible] ان کے پاس [illegible] خواب میں [illegible] مال کے بارے میں پوچھا [illegible] چنانچہ اس نے [illegible] لوگوں کو تعجب ہوا [illegible] اس جگہ [illegible] زمین [illegible] اس عورت [illegible] فرمایا [illegible] اس بیماری سے اللہ نے صحت عطا فرمائی۔

کتاب الروح صـ ۵۶

حسن نیت

فرمایا۔ شیخ بایزید رحمۃ اللہ نے حرمین کی زیارت کا قصد کیا۔ آپ کی معیت میں بہت سے صوفیاء [illegible] اور ہم میں بھی تیار ہو گئیں حالانکہ زاد راہ کا کوئی انتظام نہ تھا۔ برادر گرامی اور میں نے متفق ہو کر ارادہ کیا کہ انہیں [illegible]

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ ﴿١٤٠﴾ البقرة

"اور اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جس نے اس شہادت کو چھپایا جو اللہ کی طرف سے اس کے پاس موجود ہے۔"

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٤٤﴾ المائدة

"اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔"

دیا جائے۔ جب ہم تغلق آباد پہنچے تو دن بہت گرم ہوچکا تھا۔ ہم لوگ ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام کی غرض سے بیٹھ گئے۔ اس دوران تمام احباب سو گئے اور میں اکیلا ان کے کپڑوں اور سامان کی حفاظت کے لئے جاگتا رہا۔ اپنے آپ کو بیدار رکھنے کے لئے میں نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کردی۔ چند سورتیں تلاوت کرنے کے بعد میں خاموش ہوگیا۔ اچانک قریبی قبروں میں سے ایک صاحب قبر مجھ سے مخاطب ہوا۔ "قرآن مجید کے ذریعے بخشش تمہاری سننے کے لئے بے حد ترس رہا ہوں۔ اگر کچھ وقت اور تلاوت کریں تو احسان مند ہوں گا" میں کچھ اور تلاوت کرکے پھر خاموش ہوگیا۔ صاحب قبر نے مزید استدعا کی۔ میں نے پھر پڑھا۔ میرے چپ ہونے پر اس نے تیسری بار درخواست کی۔ میں نے اس دفعہ بھی اس کی درخواست قبول کی اور قرآن مجید کی چند آیات تلاوت کیں۔ اس کے بعد یہ صاحب قبر میرے برادر گرامی جو پاس ہی سو رہے تھے کو خواب میں آیا اور کہا۔ "میں نے ان کو بار بار تلاوت کے لئے کہا ہے اب مجھے حیا آتی ہے۔ آپ انہیں فرمائیں کہ قرآن مجید کا کچھ حصہ زیادہ تلاوت کرکے میرے لئے روح کی غذا فراہم کریں۔" وہ جلدی سے اٹھے اور مجھے صورت حال سے آگاہ کیا۔ میں نے نسبتاً زیادہ تلاوت کی اور اس پر اہل قبر میں خوشی و مسرت کی خاص کیفیت میں نے محسوس کی اور انہوں نے مجھے فرمایا۔ جزاک اللہ عنی خیر الجزاء

اس کے بعد میں نے ان سے عالم برزخ کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا میں ان قریبی قبروں میں سے کسی کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ البتہ میں اپنا حال آپ کو بتاتا ہوں۔ جب سے میں نے دنیا سے انتقال کیا ہے میں نے کسی قسم کا عذاب یا حساب نہیں دیکھا۔ اگرچہ بہت زیادہ انعام و اکرام بھی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ کون سے عمل کی برکت سے تمہیں نجات ملی ہے۔ اس نے کہا۔ میں نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی کہ دنیاوی جھگڑوں سے خود کو آزاد کروں اور ذکر الٰہی اور عبادات سے غافل کرنے والی چیزوں سے کنارہ کشی کروں۔ لیکن اپنے اس ارادے کو مکمل عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ تاہم خدا تعالیٰ نے میرے حسن نیت کے پیش نظر مجھے یہ صلہ عطا فرمایا۔ تیلواڑہ سے فراغت حاصل کرکے شیخ بایزید سے صحبت ہوئی اور انہیں واپس لائے۔

(انفاس العارفین صفحہ ۱۱۳ - صفحہ ۱۱۴)

امام ابن قیم نے ایک نوجوان کی فراست کو اس طرح بیان کردیا ہے کہ وہ بھی دل کا حال جاننے والا "علیم بذات الصدور" تھا۔

امام ابن قیم اور شاہ ولی اللہ نے تو باقاعدہ عالم برزخ اور عالم دنیا کا مکمل مواصلاتی نظام قائم کرکے ثابت کیا ہے کہ غیب کی خبریں حاصل کرنے کا ایک طریقہ خواب بھی ہے اور غیر رسولوں کو بھی غیب کی خبروں سے آگاہی ہوتی ہے۔ اللہ کا فرمان درست نہیں۔ اظہار غیب یا اطلاع غیب ہم صرف رسولوں میں سے جس کو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٣٦﴾

ابو عمر بن عبدالبر سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ رَجُلٍ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ

جب کوئی شخص کسی آدمی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے وہ دنیا میں جانتا تھا اور اس کو

ترجمہ: دعوت حق پر لبیک وہی لوگ کہتے ہیں جو سننے والے ہیں۔ رہے مُردے تو انہیں تو اللہ بس قبروں ہی سے اٹھائے گا اور پھر وہ اس کی عدالت میں پیش ہونے کے لیے واپس لائے جائیں گے۔

سورہ انعام آیت نمبر ۳۶

قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ
تَدْعُونَ ۝ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ۝ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا
آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝

ترجمہ: اس نے پوچھا کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو؟ یا یہ تمہیں کچھ نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا نہیں، بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔

سورہ شعراء

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا
يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ
فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ
إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ
أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۝
قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ
وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي

(انہیں ذرا اس موقع کی یاد دلاؤ) جبکہ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ اباجان آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام بنا سکتی ہیں۔ اباجان میرے پاس ایک ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا، آپ میرے پیچھے چلیں، میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا۔ اباجان، آپ شیطان کی بندگی نہ کریں، شیطان تو رحمن کا نافرمان ہے۔ اباجان، مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ رحمن کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور شیطان کے ساتھی بن کر رہیں۔ باپ نے کہا، ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے؟ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا، بس تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے الگ ہو جا۔ ابراہیم نے کہا سلام ہے آپ کو، میں اپنے رب سے دعا کروں گا کہ آپ کو معاف کر دے۔

سورہ مریم

واضح ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جواب تو فقط وہ دیتے ہیں جو سنتے ہیں مردہ تو نہ سنتا ہے اور نہ ہی جواب

إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رُوحَهُ حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی روح اس میں لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔

سنن ابوداؤد میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ میں لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں

کتاب الوسیلہ صفحہ ۳۳۱

کتاب الروح ۲۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

پہلا باب

کیا مُردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے اور اُن کا سلام سنتے ہیں؟

[illegible]

السلام علیکم دار قوم مؤمنین [illegible]

[illegible] (ابن ابی الدنیا در کتاب القبور)

[illegible]

عالم کو خواب میں دیکھنے کا واقعہ [illegible]

کتاب الروح صفحہ ۲۵

اس روایت کو صحیح مان کر امام ابن قیم اور امام ابن تیمیہ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ وہ صرف جواب ہی نہیں دیتا بلکہ پہچانتا بھی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے قصہ ہی تمام کر دیا مردہ اور زندہ کو آپس میں اس طرح ہم کلام کر دکھایا جیسے زندہ آپس میں گفت و شنید کرتے ہیں۔ ابراہیم کا اس پر زور دینا غلط ہے

دے سکتا ہے

ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ قرآن میں جگہ جگہ لاکر انسانیت کے سامنے یہ واضح کرتا ہے کہ سب سے پہلے ابراہیمؑ نے جس چیز کی نفی کی تھی وہ یہ تھی کہ مردہ نہیں سنتا۔ ابراہیم علیہ السلام کے اس سوال کے اندر بھی کہ کیا یہ سنتے ہیں جن کو تم پکارتے ہو سماع کی مکمل نفی موجود ہے ابراہیمؑ کے سوال پران مشرکوں نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ یہ لوگ سنتے ہیں بلکہ یہ کہا کہ ہم نے آباؤ اجداد کو ایسا کرتے ہوئے پایا ہے اگر اس وقت ہمارے یہ بزرگ موجود ہوتے صاف کہہ دیتے کہ جو سننے کی کیا بات کر رہے ہو وہ تو جواب بھی دیتے ہیں اور پہچانتے بھی ہیں اور حال بھی بتاتے ہیں۔

کہ وہ مردے سنتے ہی نہیں وہ سنتے ہیں بلکہ مزید تلاوت سننے کی درخواست بھی کرتے ہیں جس کو زندہ سنتا ہے اور تلاوت کروانے کے لئے جیتے جاگتے انسان سے کہنے کے علاوہ، وہ سوئے ہوئے کے خواب میں آکر بھی یہ کہہ دیتا ہے کہ اس کو یہ فرمادیں کہ قرآن مجید کا کچھ حصہ زیادہ تلاوت کرکے میرے روح کے لئے غذا فراہم کریں۔ مزید یہ کہ اپنا پورا حال بھی سناتا ہے جس کو زندہ سنتا ہے

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝

ترجمہ اور جو ان میں سے کوئی کہہ دے کہ اللہ کے سوا میں بھی ایک خدا ہوں تو اسے ہم جہنم کی سزا دیں۔ ہم ایسے ہی ظالموں کو یہی بدلہ دیتے ہیں

سورہ انبیاء

قرآن کا ارشاد واضح ہے کہ جو بھی یہ کہہ رہے ہیں میں حق تعالیٰ ہوں اللہ کو چھوڑ کر تو مالک اسے جہنم رسید کرے گا۔ اور ظالموں کا یہی بدلہ ہے۔

مرتبہ فنائی التوحید والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بچشم حقیقت سے دیکھا کہ ایک جماعت حضرت حق سبحانہ کو واقعہ میں دیکھنے کا ارادہ کرکے روانہ ہوئی ہے جا رہی ہے اور میں بھی اس جماعت میں شامل ہوں۔ ایک صاف قطعہ زمین سامنے آیا اور ادھر وقت عصر ہو گیا۔ ان لوگوں نے مجھے اپنا امام بنالیا۔ جب نماز ختم ہوئی تو میں نے جماعت کی طرف رخ کرکے کہا کہ دوستو! اس قدر سعی و کاوش کس کی تلاش میں دکھا رہے ہو؟ کہنے لگے حق تعالیٰ کی طلب میں۔ میں نے کہا کہ میں وہی تو ہوں جس کی تلاش میں تم نکلے ہو۔ وہ یکدم اٹھے اور مجھ سے مصافحہ کرنے لگے۔ راقم الحروف ولی اللہ کہتا ہے کہ اس قسم کے واقعات کی حقیقت و اصلیت یہ ہے کہ جب تو ارشاد حق تعالیٰ کی اعانت سے تعرف من الحق کے مقام پر حاصل ہونے کی نشاندہی کرتا ہے اور کبھی کبھار ایسا دعوی شیخ اس عالم میں کرتا ہے کہ جب وہ فنائی التوحید ہوتا ہے۔

انفاس العارفین صـ ۹۳۔

یہاں شاہ ولی اللہ صاحب کے والد نے کہا کہ جس حق تعالیٰ کی تلاش میں تم جا رہے ہو وہ میں ہی تو ہوں۔ (معاذ اللہ)

اگر نمرود اپنے آپ کو خدا کہنے سے کافر ہوتا ہے فرعون اپنے آپ کو رب کہنے سے کافر ہوتا ہے تو شاہ ولی اللہ کا باپ اپنے آپ کو حق تعالیٰ کہنے سے کافر کیوں نہیں ہوتا؟

صوفیاء اور رویت باری والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ بعض درویشوں کے بارے میں مجھے تردد تھا کہ حضرت حق تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ کیا رتبہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے چشم مشاہدہ سے ایک حلقہ دیکھی گویا حضرت حق حسین صورت میں متمثل ہو کر تشریف فرما ہیں۔ میرے اور حضرت حق کے درمیان کچھ فاصلہ ہے۔ جب اس کا جمال پاک مجھ پر ظاہر ہوا تو دل ہاتھ سے چلا اور مجھے اس سے بھی زیادہ قرب کی خواہش پیدا ہوئی۔ وہ میری اس تمنا پر مطلع ہو کر قدرے اور نزدیک ہوا۔ اس پر آتش شوق بھڑک اٹھی اور خواہش قرب میں اور اضافہ ہوا۔ اس پر مطلع ہو کر وہ اور نزدیک آگیا۔ اس مرحلہ پر میں بشری موجودگی سے تنگ آگیا اور اس … ہٹانے کی آرزو کی … فرداً برحق تربیت …

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى

صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

جب وہ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر پہنچا اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا تو اس نے التجا کی کہ اے رب مجھے یارائے نظر دے کہ میں تجھے دیکھوں، فرمایا تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں ذرا سامنے کے پہاڑ کی طرف دیکھ، اگر وہ اپنی جگہ قائم رہ جائے تو البتہ تو مجھے دیکھ سکے گا۔ چنانچہ اس کے رب نے جب پہاڑ پر تجلی کی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو بولا پاک ہے تیری ذات، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلا ایمان لانے والا میں ہوں۔" فرمایا اے موسیٰ میں نے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر تجھے منتخب کیا کہ میری پیغمبری کرے اور مجھ سے ہم کلام ہو۔ پس جو کچھ میں تجھے دوں اسے لے اور شکر بجا لا۔

سورہ اعراف آیت ۱۴۳

اللہ تو فرماتا ہے کہ کوئی آنکھ مجھ کو نہیں دیکھ سکتی اور دوسری جگہ موسیٰ سے فرمایا "لن ترانی" تو مجھ کو نہیں دیکھ سکتا اور موسیٰ ایک تجلی سے بے ہوش گر پڑے۔

سے جو حسن مستور کو اور نمایاں کر رہا ہے۔ مگر ان کی پھر بھی حجاب توبہ۔ بالآخر قطب الاقطاب اور پھر فرمایا کہ بعض سالکوں کو پہلا مرتبہ حاصل ہے۔ خاص سالکین کو دوسرا مرتبہ اور اہل اللہ کو مرتبہ ثالث میسر ہے اور فلاں فلاں ان تینوں میں سے کوئی مرتبہ بھی نہیں رکھتے۔

بے صورت اندر صورت آمد

والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں انتہائی روحانی گھٹن محسوس کر رہا تھا کہ واقعتاً مجھ پر ایک تجلی وارد ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک حسین و جمیل عورت زیورات اور جاذب نظر لباس سے مزین ہے وہ آہستہ آہستہ میرے قریب آنے لگی اور اس کے قرب سے میرا شوق عروج پر ہو گیا۔ بالآخر وہ مجھ سے بغل گیر ہو کر ایک ہو گئی۔ میرا وجود اسی کی شکل میں متشکل ہو گیا اور وہ تمام زیورات اور لباس میں نے اپنے وجود پر موجود پائے۔ یہ دیکھ کر مجھے انتہائی انبساط و سرور حاصل ہوا اور وہ گھٹن جاتی رہی۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ واقعہ بھی مقام توحید کے حصول پر دلالت کرتا ہے اور گذشتہ واقعہ کی ہی ایک شاخ ہے۔

انفاس العارفین صفحہ ۹۴ - ۹۵

ہمارے بزرگوں نے قرآن کی تمام آیات کو غلط قرار دے کر جھٹلا دیا ہے کہ ہم نے فقط اللہ کو دیکھا نہیں ہے بلکہ اس سے ہمکلام بھی ہوئے ہیں اور بغل گیر بھی ہوئے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ یہ اللہ کے ساتھ کھیلے ہوئے ہیں (معاذ اللہ)

(جاری ہے)



تعویذ ۔ لٹکانا شرک ہے

۱۔ عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو کہتے ہوئے سنا کہ دم (شرکیہ الفاظ و منتر وغیرہ) تعویذ اور تولہ (محبت کا تعویذ) سب شرک ہے (ابوداؤد ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۹) بعض قسم کے دم جن میں شرکیہ الفاظ نہیں تھے نبی علیہ السلام نے ان کی رخصت دے دی مگر تعویذ ہر قسم قرآنی و غیر قرآنی کی اجازت نہیں دی بلکہ اس کو شرک قرار دیا ہے اور اسی طرح تعویذ محبت وغیرہ کو بھی شرک فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کو ظلم عظیم فرمایا (سورہ لقمان ۱۳) اور فرمایا کہ شرک کرنے والے کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ ابدی جہنمی ہوگا (سورہ النساء ۔ ۱۳)

۲۔ عیسیٰ بن حمزہ فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن حکیمؓ کے پاس عیادت کے لئے گیا۔ وہ حمرہ (سرخ بادہ) کی بیماری میں مبتلا تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ حمرہ کے لئے تعویذ کیوں نہیں لٹکا لیتے۔ انہوں نے کہا تعویذ سے اللہ کی پناہ۔ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کوئی بھی چیز لٹکائی تو وہ آدمی اسی کے سپرد کر دیا جائے گا (ابوداؤد ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۹ ترمذی) معلوم ہوا کہ بلاؤں سے بچنے، بیماری دور کرنے، محبت و بغض ڈالنے اور فتح حاصل کرنے وغیرہ کے لئے جو تعویذ استعمال کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو کر اس سے کچھ مطلب نہ رکھے گا۔ اس شخص کو اس تعویذ گنڈے کے سپرد کر دے گا۔

۳۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

۴۔ حضرت وکیع حضرت سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے کسی آدمی کا تعویذ کاٹ دیا گویا اس نے ایک جان آزاد کر دی

۵۔ حضرت وکیع کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی مشہور تابعی (امام ابوحنیفہ کے استاد کے استاد) روایت کرتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ و تابعینؒ ہر قسم کے تعویذوں کو ناجائز سمجھتے تھے ان میں قرآن لکھا ہوتا یا غیر قرآن

میرے استاد۔ میرے محسن

ہفتہ کی صبح چھ بجے مجھے اطلاع ملی کہ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب انتقال کر گئے۔ اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا لیکن جب مجھے شدت کے ساتھ یقین دلایا گیا تو یہ سوچ کر یقین کرنا پڑا کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے جس کا ذائقہ ہر جاندار چیز کو چکھنا ہے کو ڈاکٹر صاحبؒ ان لوگوں میں سے تھے جن کی محافظ صرف موت ہوا کرتی ہے۔ اگلے روز یعنی جمعہ کو مرحوم نے رفاہ عام سوسائٹی میں ایک ولولہ انگیز تقریر کی تھی۔ رات دس بجے تک وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہے لیکن اچانک اسی رات ۳ بجے وہ تہجد کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو موت نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا۔

چند سال پہلے ایک محفل میں میرے ایک ساتھی نے ان کا مجھ سے یہ کہہ کر تعارف کرایا تھا کہ ان سے ملیئے یہ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب ہیں۔ موصوف کا ذکر میں نے عموماً مذہبی حلقوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں سنا تھا کہ ایک شخص موجودہ دور میں توحید کا سب سے بڑا علمبردار ہے اور پوری مسلم برادری کو کافر قرار دیتا ہے۔ ہر چیز کا معیار عقیدے کی بنیاد پر پرکھتا ہے ہمیں بھی ملاقات کا اشتیاق تھا۔ میرے ذہن میں لفظ "ڈاکٹر" نے ایک جدید سوسائٹی کے ماڈرن ڈاکٹر کا تصور بنا رکھا تھا لیکن ڈاکٹر صاحبؒ کو اپنے سامنے بنفس نفیس دیکھ کر ذہن کے نقش پانی کے بلبلوں کی طرح مٹنے لگے۔ موصوف نے بشاش تپاک اور گرمجوشی سے معانقہ کیا اور بزرگانہ انداز میں گفتگو کا آغاز کیا۔ ان سے جو بھی گفتگو ہوئی تجزیاتی اور دلیل پر مبنی تھی۔ وقتِ رخصت متعلقہ جگہ تک چھوڑنے کے لئے وہ ہمارے ساتھ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، یہ ملاقات رفاقت میں تبدیل ہوئی اور وہ وقت آیا کہ ہم اللہ کے اس بندے کے ہمسفر ہو گئے۔

مرحوم ایک مخلص اور سچے انسان تھے انہوں نے ہمیشہ اللہ کے دین کی بات دوسروں تک صاف اور واشگاف انداز میں پہنچائی۔ جس چیز کو حق سمجھا اس کو بیان کرنے میں کبھی جھجک محسوس کی نہ کبھی مصلحت کے شکار ہوئے۔ وہ جب بھی تقریر کرتے، درس قرآن یا لیکچر دیتے بعد میں سامعین کو سوال کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ ایسا بہت کم لوگ کرتے ہیں جن کو اپنی بات صحیح ہونے کا اتنا ہی یقین ہو جیسے سورج مشرق سے ہی طلوع ہوگا ان کی بات لگی لپٹی نہیں ہوتی تھی وہ حق بات کو ڈنکے کی چوٹ پر کہتے تھے۔ اس صاف گوئی کے جرم میں ان کو کئی بار پابند سلاسل بھی کیا گیا۔ عدالت اور تھانوں تک کی جواب دہی اور کشمکش سے بھی گزرنا پڑا۔ ان کی کتابوں پر پابندی لگائی گئی، قتل کے منصوبے بنائے گئے، قاتلانہ حملے کئے گئے۔ اس کے باوجود انہوں نے سندھ، پنجاب، بلوچستان، سرحد اور کشمیر کے برف پوش پہاڑوں تک طوفانی دورے کئے۔ اللہ کی بات لوگوں کو کھول کھول کر بتائی۔ مجھے بھی کئی ایک

محمد صدیق خان

سفر کرنے کا ان کے ساتھ اتفاق ہوا میں نے انہیں ہر وقت صبر و استقامت کا پیکر پایا۔ وہ جو بات زبان سے کہتے تھے عملی طور پر اس پر قائم رہتے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ احیاءِ اسلام کی جتنی تحریکیں چلیں ان کی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ کہا اس پر عمل نہیں کیا اور ان تحریکوں کے سرکردہ افراد نے اپنے مفادات کو ترجیح دی۔

مرحوم میں اپنا قد دکاٹھ اونچا کرنے کا جذبہ نہیں تھا اس کی مثال ان کی جماعتِ اسلامی سے علیحدگی ہے وہ جماعت میں صفِ اول کے لوگوں میں سے تھے وہ اگر شہرت کی ہنڈی چمکانا چاہتے تو وہ بہترین پلیٹ فارم تھا لیکن انہوں نے اللہ کے دین پر کسی انسان کی بات کو ترجیح نہیں دی اور نتیجتہً انہوں نے جماعت کو اپنے رفقاء کے ساتھ خیر آباد کہا۔

ڈاکٹر صاحب نے ادھیڑ عمر میں جو طالبعلمی کا زمانہ نہیں ہوتا انہوں نے قرآن و حدیث، فقہ اور تاریخ اسلام کا گہرا مطالعہ کیا اور اپنے پیشے کی مصروفیت کے باوجود انہوں

باقی صفحہ ۱۶ پر

اسلامی بت ساز

مسجدیں ویران ہیں آباد میخانے ہوئے — عشق و مستی کے بھنور میں غرق ہے سارا چمن
یہ بزرگانِ طریقت، صوفیانِ پاکباز — سی رہے ہیں روز ناموسِ شریعت کا کفن
کنجیاں رکھتے ہیں اپنے ہاتھوں میں جنت کی — زیرِ دامن ان کے ہیں فردوس کے سرو سمن
حکم پر قرآن و سنت کے عمل کرتے نہیں — ان کی طاعت ان کا مذہب ہے رسوماتِ کہن
شرک و بدعت کے فسانے خانقاہوں میں مدام — اور مجالس میں غرض کی بت نوازی کا چلن
کیا تعجب ہے یہی حالت رہی گر قوم کی — بت گری کرنے لگے اک روز دستِ بت شکن



بزمِ ابراہیم کی زینت بتانِ آذری!
خوب ہے وحدت پرستوں کا شعارِ کافری



یہ محرم کے تماشے اور جشنِ شبِ برات — گیارہویں کی مجلسیں یہ مقبروں پر اژدہام
نت نئی بدعت پرستی امتِ مرحوم کی — نو بنو عرسوں کا میلوں کا یہ تزک و احتشام
یہ مزاراتِ مقدس یہ بزرگوں کے نشاں — جانتی ہے جن کو دنیا ایک پاکیزہ مقام
زمزمے قوالیوں کے اور ڈھولک کا یہ شور — لوگ جن پر ناچتے ہیں مست ہو ہو کر مدام
رہ گئے قبروں کے پتھر سجدہ ریزی کیلئے — ہو چکا رخصت دلوں سے مسجدوں کا احترام
مانگی جاتی ہیں مزاروں سے مرادیں رات دن — بن چکی ہیں قبلۂ حاجات قبریں لاکلام
بت پرستی گر کرے کوئی تو کافر بن گیا — پوجنا قبروں کا مسلم کے لئے ہے نیک کام
سر بتوں کے سامنے غیروں کا جھکنا کافری — اور مسلمانوں کے سجدے سجدہ ہائے احترام
مقبروں میں ہے پرستش روز غیر اللہ کی — خانقاہوں میں چھلکتے ہیں مئے بدعت کے جام
خوب ہے یہ اہلِ دین کی پیروی آذری — خوب ہے اولادِ ابراہیم کا دینی نظام

دین کی تعلیم جنسِ خام ہو کر رہ گئی
حق پرستی کفر کا پیغام ہو کر رہ گئی



اگر آپ کسی اجتماعیت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں!

تو

خالد بن محمد

- اولاً اجتماعات میں شریک ہونے سے گریز کیجیے۔ مختلف مصروفیات کی آڑ لے کر شرکت سے بچنے کے بہانے تراشیے۔
- اگر کسی اجتماع میں شرکت کرنی ہی پڑ جائے تو دیر سے پہنچنے کی کوشش کیجیے۔
- اگر آپ کو کسی وجہ سے درس اور اجتماع کی بروقت اطلاع نہ دی جا سکے تو ذمہ دار حضرات کو سخت سُست کہیے، لاپرواہ اور غیر ذمہ دار ٹھہرایئے۔
- اجتماعات کے اندر ذمہ دار افراد پر کھلے عام کڑی تنقید اور نکتہ چینی کیجیے، انتظامات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرنا نہ بھولیے۔
- بھول کر بھی کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہ کیجیے، کسی قسم کا کوئی کام ہرگز نہ کیجیے، ہاں کام کرنے والوں پر تنقید ضرور کیجیے۔
- اگر آپ سے کسی مسئلہ پر رائے لی جائے تو ہمیشہ اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے سے گریز کیجیے اور بعد میں لوگوں سے یہ ضرور کہیے کہ اس کام کو یوں ہونا چاہیے تھا۔ یوں نہیں۔
- اول تو مالی اعانت کبھی نہ کیجیے اور اگر مجبوراً کرنی ہی پڑ جائے تو کم سے کم دیجیے۔ مگر سہولتیں اور آسانیاں زیادہ سے زیادہ حاصل کیجیے۔
- دوسرے کی ذات پر تنقید کا سنہری موقع کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیجیے، ہمیشہ دوسروں پر کیچڑ اچھالنے کی تاک میں لگے رہیے۔
- ذاتی مفاد کو ہمیشہ اجتماعی مفاد پر ترجیح دیجیے۔

ان نہایت ہی سادہ اور زریں اصولوں پر عمل کر دیکھیے، انشاء اللہ آپ کم سے کم وقت میں کسی بھی منظم تحریک کے تارو پود نہایت آسانی سے بکھیر کر رکھ دیں گے۔!



اگر آپ کسی اجتماعیت کے ساتھ مخلص ہیں اس کو روز بروز ترقی کرتے اور منظم ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں تو للہ ان اصولوں میں سے کسی ایک کو بھی اپنے پاس نہ پھٹکنے دیجیے